ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org

17 تا 23 ربیع الثانی 1430ھ / 14 تا 20 اپریل 2009ء

قدروں کا بحران

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ساتھ مغرب حد درجہ برے حالات سے دوچار ہے۔ آلودگی، ماحول، بازار میں بکنے والے فاسٹ فوڈ مثلاً برگر وغیرہ، تباہ ہوتی ہوئی آکسیجن، بڑھتا ہوا ارضی درجہ حرارت، جدید مشینی نظام میں تیز روی، مسلسل اعصابی کھچاؤ کا مسلط رہنا، ادارۂ خاندان کی ٹوٹ پھوٹ، ہر فرد اور لڑکیوں کا تمام گھریلو رشتوں کی سکون بخشی سے محروم ہو جانا، نکاح کے بجائے سفاح، گھر بسانے کے بجائے محض دل لگی میں عمروں کا بہترین حصہ برباد کر دینا، عورتوں کا جرائم و جاسوسی اور ماڈل گرلز اور کال گرلز نیز نائٹ کلبوں کے ذریعے بری طرح استحصال کیا جانا، وہ شادی کر لیں تو امریکا جیسے ملک میں عورتوں کی کثیر تعداد کا ہر روز پٹنا، ہڈیاں تڑوانا اور بعض اوقات جان سے گزر جانا، طلاقوں کی بھرمار، حرام اولادوں کی کثرت، ٹوٹے ہوئے کنبوں کے بچوں کی بری طرح کی یتیمی وغیرہ۔ آپ نیویارک اور واشنگٹن جیسے عظیم شہروں میں مغرب کے بعد گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے۔ نصب العین کے لحاظ سے ڈالر یا پاؤنڈ کے گرد طواف کرتے کرتے جب روحیں اکتا جاتی ہیں تو ان کو راستہ نہیں ملتا۔ ایسی بھٹکی ہوئی روحیں بدترین نشوں، عریاں ناچوں اور جنسی غلاظتوں سے تفریح حاصل کرنا چاہتی ہیں، تاکہ قلبی سکون اور اخلاقی راحت کے خلا کو پر کیا جا سکے مگر ایسا نہیں ہوتا۔ تب ایک بڑی تعداد جرم کی راہ پر نکلتی ہے۔ دوسرے لوگ خودکشی کو پسند کرتے ہیں۔ بقیہ تن بہ تقدیر ہو کر اس طرح پڑے رہتے ہیں کہ جیسے کوئی جھینگر، الو، کوڑا یا بندر جبریت میں جکڑا ہوا پڑا ہو۔ زیادہ ذہین لوگ سرمایہ افزائی کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ کچھ عہدہ و اقتدار کی لذت سے زندگی کی ناکامی کی تلافی کرتے ہیں۔ کچھ سازشوں اور جاسوسیوں کو انسانی ذہانت کی معراج سمجھ لیتے ہیں۔

جدید خداوندان عقل کو ہزار کاوشوں کے باوجود بھی پتا نہیں چل سکا کہ ہماری زندگیوں میں سے اصولوں، اخلاقیات، بزرگوں، رشتے داروں اور انسانوں کی محبت خارج ہو گئی ہے اور ہمیں قدروں کے بحران سے سابقہ ہے۔

محمد نعیم صدیقی

اس شمارے میں

پہلے تولو، پھر بولو
وکلاء تحریک کا سبق
امریکی پالیسی، نئی بوتل پرانی شراب
آفاتِ لسان
نو منتخب امیر جماعت سے امیر تنظیم اسلامی کی ملاقات
آج کے ابوجاہل
ڈرون حملے یا ڈراؤنے حملے
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے
تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

سورۃ الاعراف

(آیات:106تا116)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝106 فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝107 وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝108 قَالَ الْمَلَاُ
مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝109 يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝110 قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝111
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝112 وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝113 قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝114 قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ
تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝115 قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝116﴾

’’فرعون نے کہا اگر تم نشانی لے کر آئے ہو تو لاؤ (دکھاؤ)۔ موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی (زمین پر) ڈال دی تو وہ اسی وقت صریح اژدہا (ہو گیا) اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اسی دم دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سفید براق (تھا)، تو قوم فرعون میں جو سردار تھے وہ کہنے لگے کہ یہ بڑا علامہ جادوگر ہے۔ اس کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔ بھلا تمہاری کیا صلاح ہے۔ انہوں نے (فرعون سے) کہا کہ فی الحال موسیٰؑ اور اس کے بھائی کے معاملے کو معاف رکھیے اور شہروں میں نقیب روانہ کر دیجیے کہ تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لے آئیں۔ (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور جادوگر فرعون کے پاس آ پہنچے اور کہنے لگے کہ اگر ہم جیت گئے تو ہمیں صلہ عطا کیا جائے۔ (فرعون نے) کہا ہاں (ضرور) اور (اس کے علاوہ) تم مقربوں میں داخل کر لئے جاؤ گے۔ (جب فریقین روز مقرر پر جمع ہوئے تو) جادوگروں نے کہا کہ موسیٰؑ یا تو تم (جادو کی چیز) ڈالو یا ہم ڈالتے ہیں۔ (موسیٰؑ نے) کہا تم ہی ڈالو۔ جب انہوں نے (جادو کی چیزیں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا (یعنی نظر بندی کر دی) اور (لاٹھیوں اور رسیوں کے سانپ بنا بنا کر) انہیں ڈرا ڈرا دیا اور بڑا بھارا جادو دکھایا۔‘‘

بنی اسرائیل حضرت یوسفؑ کے زمانے میں فلسطین سے آ کر مصر میں آباد ہو گئے تھے۔ وہاں اُس وقت فراعنہ نہیں بلکہ کوئی اور خاندان حکمران تھا، جنہوں نے عرب سے آ کر یہاں حکومت قائم کی تھی۔ انہیں چرواہے بادشاہ کہتے ہیں۔ ان کے دور میں بنی اسرائیل بڑے عیش میں رہے۔ وہاں اُن کی حیثیت پیرزادوں کی سی تھی، کیونکہ حکمران خاندان میں حضرت یوسفؑ کا بڑا احترام تھا۔ مگر اس کے بعد وہاں ایک Nationalist Revolution آ گیا، اور مصر کے اصل باشندے قبطی برسراقتدار آ گئے، جنہوں نے چرواہے بادشاہوں کو وہاں سے نکال باہر کیا، اور وہاں Nationalist Government قائم ہو گئی اور پہلے حکمرانوں کے چہیتے یعنی بنی اسرائیل اب زیر عتاب آ گئے۔ اُن کا یہ سختیوں کا دور کئی سال پر محیط تھا۔ وہ انتہائی مظلومیت کی زندگی گزار رہے تھے۔ ان حالات میں اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو بھیجا، تا کہ وہ بنی اسرائیل کو نجات دلا کر واپس فلسطین لائیں۔ چنانچہ انہوں نے فرعون کو کہا کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کر دو۔

جواب میں فرعون نے کہا اے موسیٰؑ! اگر تم واقعی کوئی نشان لے کر آئے ہو تو پیش کرو، اگر تم سچے ہو۔ اس پر موسیٰؑ نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ ایک اژدھا بن گیا، پھر اپنا ہاتھ گریبان سے نکالا تو وہ دیکھنے والوں کو سفید، چمکدار اور روشن نظر آنے لگا۔ قوم فرعون کے سرداروں نے کہا یہ موسیٰؑ واقعتاً کوئی بہت ماہر جادوگر ہے جو یہاں سے جان بچا کر بھاگا تھا اور اب واپس آیا ہے تو بہت بڑا جادو سیکھ کر آیا ہے اور چاہتا یہ ہے کہ تمہیں تمہارے اس ملک سے نکال باہر کرے اور خود یہاں اپنی حکومت قائم کر لے۔ پس اب تمہارا کیا مشورہ ہے؟ اس صورت حال سے ہم کس طرح عہدہ برآ ہوں۔ اس پر سرداروں نے فرعون کو مشورہ دیا کہ فی الحال اس معاملے کو ذرا موخر کر دیجیے، موسیٰؑ اور اُس کے بھائی ہارونؑ کو تھوڑا وقت دیجیے اور ادھر مصر کے شہروں میں جمع کرنے والے لوگوں کو بھیج دیجیے کہ ملک کے کونے کونے سے ماہر جادوگروں کو لے آئیں، تا کہ ہم اُن کو موسیٰؑ کے ساتھ مقابلے کے لئے پیش کریں۔ جب اُسے شکست ہو جائے گی تو اس کا سارا دبدبہ ختم ہو جائے گا۔ پھر فرعون کے جادوگر آ گئے تو کہنے لگے، اگر ہم غالب آ گئے تو یقیناً ہمیں انعام تو ملے گا؟ غور کیجیے، موسیٰؑ آئے تو انہوں نے فرعون سے کوئی شے طلب نہیں کی۔ وہ اللہ کے رسول تھے، مگر جادوگروں کو تو اپنے فن کا مظاہرہ کرنے سے پہلے انعام اور خلعت کی فکر ہوئی۔ بہرحال فرعون نے سنا، تو کہنے لگا کیوں نہیں، تمہیں اجر ضرور ملے گا۔ میں تو تمہیں اپنے مقربین میں سے بنا لوں گا، تمہیں اونچے اونچے منصب دوں گا۔ اب مقابلہ دیکھنے کے لئے لوگ اکٹھے ہوئے۔ جادوگر اور حضرت موسیٰؑ آمنے سامنے آئے۔ جادوگر کہنے لگے، اے موسیٰؑ! اب تم پہلے ڈالو گے یا ہم پہلے ڈالنے والے ہو جائیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا، تم ہی ڈالو۔ پس جب انہوں نے ڈالا یعنی اپنی چھڑیاں، رسیاں پھینکیں تو انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرا دیا اور واقعی وہ بہت بڑا جادو لے کر آئے تھے اور انہوں نے اپنے کمال کا پورا مظاہرہ کیا۔ اس واقعے کی تفصیلات قرآن مجید میں کئی دوسرے مقامات پر ہیں۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

نمازی کے آگے سے گزرنا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُكُمْ مَالَهٗ فِیْ اَنْ یَمُرَّ بَیْنَ یَدَیْ اَخِیْهِ مُعْتَرِضًا فِی الصَّلَاةِ كَانَ لَاَنْ یُقِیْمَ مِائَةَ عَامٍ خَیْرٌ لَهٗ مِنَ الْخُطْوَةِ الَّتِیْ خَطَاهَا)) (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر تم میں کسی کو معلوم ہو جائے کہ نماز میں اپنے بھائی کے سامنے سے گزرنے میں کتنا گناہ ہوگا تو اس کے لئے سو سال کھڑا رہنا اس ایک قدم اٹھانے سے بہتر ہوگا۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلے تولو پھر بولو

گزشتہ جمعۃ المبارک کو نمازِ جمعہ سے پہلے الیکٹرانک میڈیا پر اچانک طوفان اٹھا دیا گیا۔ سوات میں ایک نوجوان لڑکی کو کوڑے مارے جانے کا کلپ دکھایا جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ مبالغے سے محفوظ رکھے، بہرحال یہ آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ ایک دن میں مختلف ٹی وی چینلز پر یہ منظر درجنوں مرتبہ بار بار دکھایا گیا۔ رات گئے تک کوئی دوسری نیوز بریک اس خبر کو مات نہ دے سکی۔ آنے والے دنوں میں بھی اس منظر کو وقفے وقفے سے دکھایا جاتا رہا۔ نیوز ریڈرز اور اینکرز حضرات مختلف تجزیہ کاروں خصوصاً این جی اوز اور انسانی حقوق کی انجمنوں کے عہدے داروں اور مولوی حضرات سے اس واقعہ پر تبصرہ کرنے کو کہتے رہے۔ جہاں تک این جی اوز اور نام نہاد انسانی حقوق کی انجمنوں کا تعلق ہے، انہوں نے طالبان اور سوات میں شریعت نافذ کرنے والوں کو برا بھلا کہنے کی آڑ میں اسلام کے خلاف دل کھول کر زہر اُگلا۔ ہمیں ان سے کوئی گلہ نہیں۔ انہیں تو سپانسر ہی اس شرط پر کیا جاتا ہے کہ وہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کریں گے اور انہوں نے تو شاید پہلے ہی سے بینر لکھوا کر رکھے تھے کہ چند گھنٹوں میں کچھ محترمائیں بن سنور کر احتجاج کے لیے شاہراہِ قائداعظم لاہور پر تشریف لے آئیں۔ اخبار اور ٹیلی ویژن کے کیمرہ مین جو تعداد میں مظاہرہ کرنے والی خواتین سے زیادہ تھے ان کے آگے پیچھے دوڑنے لگے اور میڈیا دنیا کو بتا رہا تھا کہ پاکستان میں اس وقت اس واقعہ پر احتجاج کے سوا کوئی کام نہیں ہو رہا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان بے چاری انجمنوں کا یہ فرضِ منصبی تھا اور وہ حقِ نمک ادا کر رہی تھیں۔

ہماری حیرت اور پریشانی کا مرکز تو اس وقت وہ مولوی حضرات بنے ہوئے تھے جنہیں ٹیلی ویژن پر رونمائی کا موقع میسر آ جائے تو وہ ماڈریٹ بننے کے شوق میں دین کی بنیادی باتیں حتیٰ کہ قرآن پاک کی واضح آیات بھی بھول جاتے ہیں۔ بہت سے باریش حضرات یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اسلام اس کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ اسے نامحرموں نے پکڑا ہوا ہے۔ مردوں کی موجودگی میں سزا دی جا رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہم اس واقعہ کو بالکل ایک طرف رکھتے ہیں، اس بحث میں بھی نہیں پڑتے کہ یہ ویڈیو اصلی ہے یا جعلی ہے۔ ہم نے اس شمارے میں اوریا مقبول جان کا کالم بعنوان ”جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے“ شائع کیا ہے۔ موصوف نے اپنے اس کالم میں تکنیکی لحاظ سے جس طرح اس ویڈیو کا پوسٹ مارٹم کیا ہے، اس سے قارئین اس ویڈیو کی حقیقت تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ ہم ٹیلی ویژن چینل پر نمودار ہونے والے مولانا حضرات کی خدمت میں اپنی طرف سے کچھ عرض کرنے سے پہلے قرآن پاک کی سورۃ النور کی آیت 2 کا ترجمہ پیش کریں گے: ”زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم پر دامن گیر نہ ہو، اگر تم اللہ تعالیٰ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو اور ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے“۔

یہ سورۃ النور کی دوسری آیت ہے اور پہلی آیت یعنی سورۃ النور کا آغاز یوں ہو رہا ہے۔ ترجمہ: ”یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور اسے فرض کیا ہے اور اس میں واضح آیات نازل کی ہیں، تا کہ تم یاد رکھو“۔ دلچسپ اور عجیب بات یہ ہے کہ دوسری آیت کے احکامات یعنی سو سو کوڑے مارنا اور مؤمنین کے ایک گروہ کا دورانِ سزا موجود ہونا تب بھی مسلمانوں پر لازم اور فرض تھا اگر پہلی آیت میں یہ نہ بھی کہا جاتا کہ ہم نے یہ سورت نازل کی اور اس کے احکامات فرض کیے، تا کہ تم یاد رکھو۔ پھر یہ کہ حکم عام ہے یعنی مرد اور عورت دونوں کے لیے بلکہ عورت پہلے اور مرد بعد میں مخاطب (زانیہ کا ذکر زانی سے پہلے آیا ہے) ہے۔ اس کے بعد بھی نابکار مسلمان کہیں

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

جلد 18
شمارہ 15
17 تا 23 ربیع الثانی 1430ھ
14 تا 20 اپریل 2009ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-5869501
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 300 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کہ عورت کو سرِعام کوڑے مارنا بڑی زیادتی ہے۔ ہم پھر اس بات کا اعادہ کریں گے کہ اس واقعہ کو الگ رکھیے، ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں کہ زانیہ عورت کو مؤمنوں کی ایک جماعت کے سامنے کوڑے مارنے کو زیادتی کہنے والوں نے قرآن پاک کی اس وعید کی طرف توجہ دی ہے، جو وہ سورۃ البقرۃ کی آیت 85 کے آخری حصے میں دیتا ہے کہ "تم کتاب کے بعض حصوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا کفر کرتے ہو اور ایسا کرنے والوں کی سزا یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے روز سخت سے سخت عذاب میں ڈالا جائے۔" وقتی طور پر دنیا کے فرعونوں کو خوش کرنے والو! اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں اور اس کی پکڑ بڑی شدید ہے۔ کاش تم نے دانشوروں کے اس قول پر عمل کیا ہوتا، پہلے تو لو پھر بولو۔

رہ گیا سوال سیکولر دانشوروں کا اور این جی اوز کی محترماؤں کا تو ان سے کوئی پوچھے کہ حقوقِ نسواں کی ٹھیکیدارو! اس وقت تم کہاں تھیں جب جامعہ حفصہ میں سترہ سو (1700) قرآن پڑھتی ننھی منی بچیوں کو فاسفورس بموں سے جلا دیا گیا، اُن کی ہڈیوں کو واسا کے پائپ سے غسل دے کر غیر مسلموں کے ذریعے کدالوں سے گڑھوں میں انڈیل دیا گیا تھا۔ کہاں تھی اس وقت تمہاری انسانی ہمدردی جب ڈاکٹر عافیہ صدیقی بگرام کے اڈے پر چیخ پکار کر رہی تھی اور تمہاری مہذب تہذیب کے دعویدار اس پر انسانیت سوز ظلم ڈھا رہے تھے، وہ نیم پاگل ہو چکی ہے لیکن یہ درندے اُسے رہا کرنے پر آمادہ نہیں اور اُس کی ایک بیٹی بھی غائب کر دی گئی ہے۔ انسانی ہمدردی کے نام پر امریکہ اور یورپ سے ڈالر اور پاؤنڈ اکٹھا کرنے والی این جی اوز بتائیں کہ جب بلوچستان میں ڈاکٹر شازیہ کی عصمت تار تار ہو گئی تھی، اس وقت آپ کہاں تھیں۔ تمہاری یہ تہذیب اپنا خنجر اپنے ہی سینے میں گھونپ چکی ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ چنگیزی باطن کی حامل یہ تہذیب دم توڑ جائے گی۔ لوگ باشعور ہو چکے ہیں، اب طالبانائزیشن کا ہوا دکھا کر تم انہیں بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ ہم نہیں جانتے کہ تمہارا باطنی خبث طالبانائزیشن سے کیا مراد لیتا ہے۔ ہم اتنا جانتے ہیں کہ اوّلین اس خطہ کا اور بعد ازاں کل عالم کا مقدر اسلام ہے۔ یہ نبیؐ برحق کا فرمانِ مبارک ہے جو صادق المصدوق ہیں۔ تم دینِ حق کے راستے کی رکاوٹ نہ بنو۔ اسی میں تمہاری دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے، ورنہ تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو سیلاب کے راستے میں آنے والے تنکے کا ہوتا ہے۔

دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے اُسرہ لالہ زار کے نقیب سہیل نذیر کے سسر انتقال کر گئے

☆ تنظیم اسلامی چکلالہ کینٹ کے مبتدی رفیق ازرم ملک انتقال فرما گئے

☆ تنظیم اسلامی بیروٹ کے امیر عبدالرحیم افتخار کی والدہ انتقال فرما گئیں

☆ تنظیم اسلامی پشاور کے رفیق وارث خان کے بہنوئی بقضائے الٰہی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

رفقاء و احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

جُدائی

[بالِ جبریل]

سُورج بُنتا ہے تارِ زر سے
دنیا کے لیے ردائے نوری!
عالم ہے خموش و مست گویا
ہر شے کو نصیب ہے حضوری!
دریا، کہسار، چاند، تارے
کیا جانیں فراق و ناصبوری!
شایاں ہے مجھے غمِ جدائی
یہ خاک ہے محرمِ جدائی

اُردو شاعری میں ہجر و وصال کا موضوع ابتدا ہی سے بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ رومان پرور شاعری میں تو خیر اس موضوع کے بغیر بات آگے نہیں چلتی، لیکن غیر رومانی اور بالخصوص مقصدی شاعری میں اس موضوع کا استعمال علامتی سطح پر قدرے نئے معانی دے کر ہوا ہے، جبکہ علامہ اقبال نے تو اس مختصر نظم میں جدائی اور فراق کے استعارے کو قطعی نئی معنویت کے حوالے سے استعمال کیا ہے۔ اُن کے نزدیک پوری کائنات میں صرف انسان ہی ایسی ہستی ہے جو جُدائی کی کیفیت کا ادراک رکھتا ہے۔ انسان ہی عشقِ حقیقی سے بہرہ ور ہے اور عشقِ حقیقی ہی میں ہجر و وصال کے اسرار سے آگاہی ہوتی ہے۔

1۔ ہر چند کہ سورج اپنی زرتاب کرنوں سے پورے جہاں کو روشن کرتا ہے اور جب شام کو غروب ہوتا ہے تو تاریکی چھا جاتی ہے، اس عمل کو مخصوص تناظر میں دیکھنے کی بجائے مقدر سمجھ لیا گیا ہے۔

2۔ سورج کی روشنی کائنات کی ہر شے کو زندگی اور نشوونما بخشتی ہے۔ جمادات، نباتات اور حیوانات سب اس کی روشنی سے سامانِ بقا حاصل کرتے ہیں، اور اس کی بدولت سرور کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ گویا انہیں محسوس ہوتا ہے کہ ہم پر فیضانِ الٰہی نازل ہو رہا ہے، اور ہم سب اُس کے حضور میں حاضر ہیں۔

3۔ دریا، پہاڑ، چاند، تارے، سب خاموشی سے حضوری کی کیفیت میں ہیں۔ ان کو کیا معلوم، کہ ہجر و فراق کی کیفیت میں کتنی سرشاری ہے۔

4۔ لیکن اس کائنات میں صرف انسان ہی ایک ایسی ہستی ہے جس کو یہ احساس پریشان رکھتا ہے کہ میں اپنے اصلی وطن سے دُور ہوں یا اپنے محبوب سے جُدا ہو گیا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان میں روحِ حیوانی کے علاوہ ایک جوہرِ روحانی بھی ہے جو اپنی بقا کے لیے سورج کی روشنی کا محتاج نہیں ہے۔ یہ جوہرِ عشق ہے جس کی بناء پر انسان تمام مخلوقات سے برتر ہے اور اسی کی بدولت وہ جدائی کی لذت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اقبال کے مرشد مولانا رومی نے اپنی "مثنوی" کے پہلے شعر ہی میں اس حقیقت کو واضح کیا ہے:

بشنو از نے چوں حکایت می کند
وز جدائیہا شکایت می کند

وکلاء تحریک کا سبق:

نفاذِ اسلام کے لئے پُرامن احتجاجی تحریک

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے خطاب جمعہ کی تلخیص

حضرات! پچھلے ہفتے وکلاء تحریک، لانگ مارچ اور اس کی کامیابی کے حوالے سے جو گفتگو ہوئی تھی، اس میں ایک گوشہ تشنہ رہ گیا تھا۔ آج کی نشست میں اسی پر گفتگو ہو گی (ان شاء اللہ)۔ وکلاء تحریک سے ایک اہم بات یہ ثابت ہوئی کہ اگر واقعی عوامی تحریک ہو، عوام سڑکوں پر نکلنے کے لیے تیار ہوں تو وہ اپنا ہر جائز مطالبہ منوا سکتے ہیں، خواہ کرسی اقتدار پر کوئی بڑے سے بڑا آمر یا کوئی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہی کیوں نہ بیٹھا ہو اور اس کی پشت پر امریکہ بھی ہو۔ عوام کا اہم مطالبہ نفاذِ شریعت ہے۔ وہ اگر نفاذِ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ نہ صرف جائز ہے، بلکہ یہ ان کا حق ہے کہ انہیں شریعت اسلامی کے مطابق زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ جو شخص انہیں یہ حق نہیں دے رہا، وہ غاصب ہے، وہ اس ملک کا غدار ہے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا اور جہاں مسلمانوں کی عظیم اکثریت آباد ہے۔ اس گوشہ سے ہمیں اس لیے دلچسپی ہے کہ ہم پچھلے تقریباً 30,28 سال سے جو فکر عام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وکلاء تحریک کی کامیابی کی صورت میں اس فکر کی عملی مثال مسلمانان پاکستان کے سامنے آ گئی ہے اور اس سے دینی طبقات اور اسلام سے خلوص کا تعلق رکھنے والے لوگوں کے دلوں میں اُمید کا ایک دیا روشن ہوا ہے کہ اگر اس طور سے نفاذِ اسلام کا مطالبہ کیا جائے تو یہ مطالبہ کیوں نہیں مانا جائے گا۔

قمری تقویم کے اعتبار سے پاکستان کو قائم ہوئے 63 سال ہو گئے ہیں۔ اس ملک میں بے شمار دینی جماعتیں نفاذِ اسلام کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ بہت سی جماعتیں انتخابی سیاست کے میدان میں طبع آزمائی کر رہی ہیں، مگر ابھی تک اس ملک کے اندر غلبۂ اسلام اور نفاذِ شریعت کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا۔ اگرچہ تحریک نظام مصطفیٰ ؐ کے جوش و خروش کے پس منظر میں ضیاء الحق مرحوم نے نفاذِ اسلام کے لیے چند اقدامات ضرور کیے اور نفاذِ اسلام کا راستہ کھولا، تاہم وہ پورے طور پر اسلام نافذ نہ کر سکے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ پرویز مشرف کے بدترین دورِ آمریت میں اُن کے اقدامات سے بھی پسپائی کا سفر شروع ہو گیا۔ سب جانتے ہیں کہ اس وقت چیف جسٹس صاحب کی بحالی نہ امریکہ کو پسند تھی اور نہ زرداری صاحب کو۔ صدر صاحب تو آخری دن تک یہ کہہ رہے تھے کہ یہ کام نہیں ہو سکتا۔ لیکن دنیا نے دیکھا کہ عوامی ریلے کے آگے انہیں گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ لانگ مارچ کا قافلہ ابھی گوجرانوالہ ہی پہنچا تھا کہ انہوں نے یہ مطالبہ مان لیا۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ قافلہ اسلام آباد تک جاتا اور اُس پر ریاستی جبر کا مظاہرہ ہوتا اور کچھ لوگوں کو قربانیاں بھی دینی پڑتیں، جس کے لیے وکلاء ذہناً تیار ہو کر گئے تھے، اور پھر جا کر یہ منزل طے ہوتی۔

وطن عزیز میں اسلام نافذ نہ ہو سکنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہاں عوام کے اندر احساس محرومی پیدا نہیں کیا جا سکا، انہیں نفاذِ شریعت کی ضرورت کا احساس نہیں دلایا جا سکا۔ ظاہر ہے کہ عوام اس چیز کے لئے اٹھتے ہیں کہ جس چیز کی محرومی کا انہیں شدت سے احساس ہو۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ جن لوگوں کو احساس ہے، وہ بھی اصل راستے کی بجائے کسی اور راستے پر چل رہے ہیں۔ ان لوگوں کی عظیم اکثریت ہماری دینی جماعتوں پر مشتمل ہے، جنہوں نے انتخابی سیاست کا راستہ اختیار کر رکھا ہے۔ حالانکہ انتخابی عمل سے محض چہرے بدلتے ہیں، نظام ہرگز تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ نظام کی تبدیلی کے لئے وکلاء تحریک کی طرح منظم اور پُرامن احتجاجی تحریک کی ضرورت ہے۔ یہ بات ہر جگہ تسلیم کی جاتی ہے اور آج کی ریاست، خاص طور پر جمہوری ریاست عوام کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ اپنے مطالبات کے لیے سڑکوں پر نکل سکتے ہیں، مظاہرے کر سکتے ہیں، دھرنا بھی دے سکتے ہیں، شرط یہ ہے کہ وہ پُرامن رہیں، قومی املاک کو نقصان نہ پہنچائیں اور توڑ پھوڑ سے احتراز کریں۔ عوام جب بھی کوئی مطالبہ لے کر اٹھیں اور یہ مطالبہ ایک پُرامن عوامی ریلے کی شکل اختیار کر لے تو اُس کے آگے بڑی بڑی جابر حکومتیں بہہ جاتی ہیں۔ اس کی کئی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ماضی قریب میں عوامی تحریک کے ذریعے یوکرائن اور وینزویلا میں حکومتیں رخصت ہو گئیں۔ عوامی سیلاب کے آگے بڑی شہنشاہیت اور ملوکیت بہہ گئی۔

> **انقلاب کے لئے نکلنے والوں کا ہدف ہرگز اقتدار نہ ہو، صرف اور صرف نفاذِ اسلام ہو۔ اقتدار کی طلب ایک مذموم شے ہے۔ یہ ایک منفی جذبہ ہے، جس سے دامن بچانا انتہائی ضروری ہے**

میں یہاں پر یہ بات کہتے ہوئے اطمینان بھی محسوس کر رہا ہوں کہ الحمد للہ کہ 28 سال پہلے بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے اسی پلیٹ فارم پر اور اسی منبر سے یہ بات بیان کی تھی کہ اسلامی انقلاب کا راستہ انتخابات نہیں پُرامن، منظم، احتجاجی تحریک ہے۔ تب سے اب تک تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہم دینی جماعتوں کو مسلسل اس بات کی جانب متوجہ کر رہے ہیں کہ خدارا! انتخابی سیاست کی دلدل سے نکلیے اور اس راستے کو اختیار کیجئے۔ ڈاکٹر صاحب نے 28 سال پہلے جو صدا بلند کی تھی اُس کا ایک خاص پس منظر ہے۔ 1979ء میں ایران میں انقلاب آیا اور اُسے اسلامی انقلاب کا نام دیا گیا۔ چنانچہ اس حوالے سے پوری دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا اور بحث و تمحیص اور گفتگو کا آغاز ہو گیا۔ اِس انقلاب سے سنّی دنیا کو احساس ہوا کہ اہل تشیع اپنے تصورِ اسلام کے مطابق انقلاب لے آئے مگر ہم جو اصل دین پر ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ؐ کے صحابہ ؓ کے دین پر ہیں، اسلامی انقلاب نہیں لا سکے۔ تو بہت سے لوگ اِس جانب متوجہ ہوئے۔ انقلاب ایران سے انہیں کچھ تحریک ملی کہ ہمیں بھی یہ کام کرنا چاہیے۔ اُن دنوں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے

انقلاب ایران کے ذیل میں اسلامی انقلاب پر مفصل گفتگوئیں کیں اور اُن میں یہ بات واضح کی کہ تاریخ انسانی کا عظیم ترین اور کامل ترین انقلاب جو محمد رسول اللہ ﷺ نے برپا فرمایا تھا، اس کا منہج کیا تھا، اُس کا طریقہ کار کیا تھا۔ آپؐ نے ایک فرد کی حیثیت سے کام شروع کیا، اور 21 سال کے اندر اندر کل جزیرہ نمائے عرب پر اسلام کا پرچم لہرا دیا تھا۔ بعد ازاں جزیرہ نمائے عرب کی سرحدوں سے باہر بھی اسلام کا پھیلاؤ تیزی کے ساتھ شروع ہو گیا۔ آپؐ نے ساری جدوجہد زمینی سطح پر کی ہے اور آپؐ کو اُن تمام مشکلات و مصائب اور رکاوٹوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑا جو کسی بھی انقلاب کے راستے میں آ سکتی ہیں۔ چنانچہ اس پر ڈاکٹر صاحب کے تفصیلی خطابات پر ہوئے۔ بعد ازاں ان خطابات کو جمع کر کے "منہج انقلاب نبوی ﷺ" کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ کتاب کے آخر میں یہ بحث ہے کہ آج کے دور میں اس منہج نبوی پر عمل کیسے ہو گا اور خاص طور پر آخری مرحلہ یعنی قتال کا متبادل کیا ہو گا۔

نبی اکرم ﷺ نے تاریخ انسانی کا جو عظیم ترین انقلاب برپا کیا' اس کے لئے ایک منظم جدوجہد کی گئی۔ یہ جدوجہد کئی مراحل سے ہو کر گزرتی ہے۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تیار کی۔ اُن کا تزکیہ اور تربیت کی۔ انہیں قرآنی تعلیمات سے آراستہ کیا۔ انہیں حق و صداقت پر قائم رہنے اور اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو خندہ پیشانی سے سہنے کا خوگر بنایا۔ اللہ کے کلمہ کے لئے اپنی جان و مال نچھاور کرنے کا جذبہ پیدا کیا۔ مکی زندگی کے تیرہ سالوں میں بھی دعوت و تربیت کا کام ہوتا رہا۔ اس دور میں صحابہ کرامؓ کے لیے ہر قسم کے سخت سے سخت حالات میں بھی یہ حکم تھا کہ وہ انہیں برداشت کریں، ہر قسم کی مخالفت کے باوجود اپنے ہاتھ روکے رکھیں، خواہ اُن پر تشدد کیا جائے' مشرکین اُن کے قتل کے درپے ہو جائیں' انہیں دہکتی آگ کے انگاروں پر لٹا دیا جائے' لیکن ہاتھ نہیں اُٹھانا' کیونکہ ابھی وہ مرحلہ نہیں آیا کہ باطل نظام کے ساتھ باقاعدہ پنجہ آزمائی کی جائے۔ آپؐ کی اس تربیت کے نتیجہ میں صحابہ کرامؓ ایمان و یقین کا چراغ اور استقامت کا کوہ گراں بن گئے۔ اور اس طرح پاکیزہ نفوس کی ایک ایسی جماعت تیار ہوئی کہ اُن میں سے کا ایک فرد ہزار کفار پر بھاری تھا۔ مکی دور میں سارا زور افراد کی تیاری پر تھا۔ انقلابی جماعت کے لئے ایسے افراد تیار کئے جا رہے تھے کہ قرآن کی تاثیر سے جن کے اندر انقلاب آ چکا ہو، جن کی اندر کی دنیا بدل چکی ہو، جو ایمان و یقین کا ایک کوہ گراں بن جائیں، جن کے لیے دنیا کی منفعتیں بالکل بے معنی ہو چکی ہوں، جن کی نگاہ صرف اللہ کی رضا اور اخروی کامیابی پر مرتکز ہو گئی ہو۔

جب اس قسم کی انقلابی جماعت تیار ہو گئی تو ہجرت مدینہ کے بعد اُسے مسلح تصادم کے مرحلہ میں داخل کیا گیا۔ اب مسلمانوں کو قتال کی اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ کفار سے سخت معرکے پیش آئے۔ آخر کار مکہ فتح ہوا' اور جزیرۂ نمائے عرب کی حد تک اسلام ایک غالب قوت بن گیا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ میں داخل ہو کر مرکز توحید کو شرک کی آلائشوں سے پاک کیا' بتوں کو توڑا اور اللہ کی کبریائی کا اعلان ہوا۔

﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (بنی اسرائیل)

"اور کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا۔ بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔"

اسلامی انقلاب کے لئے ہمیں بھی اسی ترتیب کو پیش نظر رکھنا ہو گا۔ وکلاء تحریک نے بھی ہمیں یہی بات یاد دلائی ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ایک جماعت تشکیل دی جائے۔ اس کے ممبران کو قرآنی تعلیم دی جائے' اُن کا تزکیہ اور تربیت کی جائے۔ یہ لوگ پہلے اپنی ذات پر احکام الٰہی کو نافذ کریں اور ساتھ ساتھ دعوت کا کام کریں' تا کہ جو لوگ اُسے قبول کریں وہ جماعت کا حصہ بنیں اور جماعت کی قوت میں اضافہ ہو۔ پھر یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کریں۔

اگر عوام نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہ نہ صرف جائز ہے، بلکہ یہ ان کا حق ہے کہ انہیں شریعت اسلامی کے مطابق زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ جو شخص انہیں یہ حق نہیں دیتا رہا، وہ غاصب ہے

نہی عن المنکر کے ضمن میں یہ ترتیب پیش نظر رہے کہ جب تک طاقت حاصل نہیں ہوتی' انقلابی جماعت کے ممبران برائی اور منکرات کو زبان سے روکنے کی سعی کریں، زبان سے منکرات کے خلاف جہاد کرتے رہیں اور قرآن کے ذریعے ایمان کی جوت جگائیں' جس طرح کہ نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا۔ اس لئے کہ ابھی "کفوا ایدیکم" کا مرحلہ ہے۔ مگر جب جماعت اتنی مضبوط ہو جائے کہ باطل نظام سے ٹکرا سکے' تو پھر قوت سے باطل نظام کا راستہ روکنا اور برائی کا انسداد کرنا ہو گا۔ اس کی ایک صورت تو مسلح تصادم ہے، یعنی باطل نظام سے کھلے عام جنگ ہو' تا کہ حق و انصاف پر مبنی نظام قائم ہو جائے۔ اگر کہیں یہ صورت ممکن العمل ہو تو اُسے اختیار کیا جا سکتا ہے۔ خروج کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کا چند شرائط کے ساتھ یہی فتویٰ ہے۔ تاہم بحالات موجودہ مسلح تصادم کا متبادل منظم اور پُرامن احتجاجی تحریک ہے۔ یہ صورت تمدنی ارتقاء کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔ تمدن کے ارتقاء اور فکرِ انسانی کی وسعت کے نتیجہ میں آج پوری دنیا میں یہ بات مسلّم بھی جاتی ہے کہ کسی حکومت کو بدلنے کا حق اس ملک کے رہنے والوں کو حاصل ہے۔ عوام حکومت کو تبدیل کرنے کے لئے تحریک چلا سکتے ہیں' اسے ریاست کے خلاف نہیں سمجھا جائے گا' جیسا کہ ماضی میں حکومت بدلنے کی کوشش کو بغاوت خیال کیا جاتا تھا۔ تمدن میں تبدیلی سے صورتحال بدل چکی ہے۔ کسی بھی ملک کے باشندے آئینی طور پر یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ حکومت کے خلاف اپنے مطالبات کے حق میں احتجاجی تحریک چلائیں۔

موجودہ دور میں انقلابی جماعت اسلامی انقلاب کے لئے یہی طریقہ اختیار کرے گی۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ انقلابی جماعت جو دعوت' تنظیم' تربیت' اور صبر محض سے گزر چکی ہو' رائج الوقت نظام اور اس کو چلانے والے انتظامی ادارے (یعنی حکومت) کے مقابلہ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے کمر کس لے اور جان ہتھیلی پر رکھ کر کھڑی ہو جائے اور صرف زبانی کلامی بات کرنے کے بجائے علی الاعلان یہ کہے کہ اب فلاں فلاں منکرات ہم ہرگز نہیں ہونے دیں گے' یہ کام اب ہماری لاشوں پر ہو گا، پھر اس پر ڈٹ جائے اور کسی بھی قسم کی مالی و جانی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہ کرے۔

حکومت کے خلاف اقدام یعنی مظاہروں اور دیگر احتجاجی طور طریقوں کو اختیار کرنے کی صورت میں چند شرائط کو ملحوظ رکھنا لازم ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ کارکنوں کو ہر قسم کے جور و ستم کے جواب میں مکمل پرامن رہنا ہو گا' جوابی کارروائی اور توڑ پھوڑ سے مکمل اجتناب کرنا ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے تیرہ برسوں میں ہر قسم کے جور و ستم اور ظلم و تشدد کو صحابہ کرامؓ نے جس پامردی سے برداشت کیا ہے' اپنی طرف سے جوابی کارروائی تو درکنار مدافعت تک نہیں کی' وہی طرز عمل اس اقدام یعنی مظاہروں اور گھیراؤ وغیرہ کے معاملہ میں اس انقلابی جماعت کو اختیار کرنا ہو گا۔ یہ عذر قابل قبول نہ ہو گا کہ احتجاجی جلوس تو ہم نے نکالا تھا، لیکن توڑ پھوڑ کوئی اور کر گیا۔ اگر انقلابی جماعت کے اثرات اتنے نہیں ہیں کہ وہ عوام کو پُرامن رکھ سکے اور نہ اس کے پاس ایسے کارکن ہیں جو عوام کو کنٹرول کر سکیں اور ہر نوع کی بدامنی کو قابو میں رکھ سکیں تو ایسی صورت میں اس تنظیم کو ایسے مظاہروں کا حق نہیں ہے۔ انقلابی جماعت اقدام کے مرحلہ میں اسی وقت داخل ہو کہ جب اُسے اپنی امکانی حد تک یہ اندازہ ہو جائے اور یہ معلومات حاصل

ہوں کہ ہمارے اپنے زیر اثر اور ہمارے تربیت یافتہ لوگ اٹھتے ہیں کہ وہ پُر امن طریق پر سڑکوں پر آ کر مظاہرے کر سکتے ہیں اور ان کی اخلاقی ساکھ اتنی مضبوط ہے کہ ان کے مظاہروں کے دوران بدامنی کا کوئی حادثہ نہیں ہوگا۔ اور اگر چند شر پسند لوگ بدامنی پر اتر ہی آئیں تو ان کی تنظیمی طاقت اتنی مضبوط ہو کہ وہ ان اشرار کی گردنیں خود دبوچیں اور ان پر قابو پا کر انہیں حکومت کے حوالے کریں کہ یہ ہم میں سے نہیں ہیں، یہ تخریب کار عناصر ہیں' جو اس پُر امن اور عدم تشدد کی اسلامی تحریک کو سبوتاژ کرنے کے لئے آ گھسے ہیں۔ اس انقلابی تنظیم کے تربیت یافتہ جلوس نہ بسوں کو جلائیں گے' نہ سائن بورڈز اور ٹریفک سگنلز توڑیں گے نہ ہی وہ نجی یا سرکاری املاک کو نقصان پہنچائیں گے۔ ان جلوسوں اور مظاہروں کا مطالبہ یہ ہوگا کہ فلاں فلاں کام شریعت کی رو سے منکر ہیں' حرام ہیں' ہم ان کو کسی حال میں نہیں ہونے دیں گے۔ حکومت گرفتار کرے تو مظاہرین کوئی مزاحمت نہیں کریں گے' لاٹھی چارج کرے تو اسے جھیلیں گے' آنسو گیس کے شیل برسائے تو برداشت کریں گے' حتیٰ کہ گولیاں برسائے تو خوشی خوشی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے' لیکن نہ تو پیچھے ہٹیں گے اور نہ ہی اپنے موقف کو چھوڑیں گے۔

ماضی قریب میں اس قسم کی تحریک کی مثال ایرانیوں نے پیش کی، جس کے نتیجے میں شہنشاہ ایران کی ساری طاقت اور سارا دبدبہ ان سرفروشوں کی قربانیوں کے آگے خس و خاشاک کی طرح بکھر کر رہ گیا' جو اس کے خلاف مظاہروں کی صورت میں جان دینے کے لئے سڑکوں پر آ گئے تھے۔ 22,20 ہزار مظاہرین نے جانیں دیں، لیکن بالآخر شاہ کی پولیس عاجز آ گئی اور فوج نے ان مظاہرین پر گولیاں چلانے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اُسے اپنا ملک چھوڑ کر فرار ہونا پڑا اور انقلابیوں کو کامیابی حاصل ہو گئی۔ کچھ عرصہ پہلے یوکرائن اور وینز ویلا میں بھی اس قسم کی صورت حال پیش آ چکی ہے۔

اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ منظم جماعت، ایک حزب اللہ تیار کی جائے جس کا طریقہ یہ ہے کہ معاشرے میں قرآن حکیم کی دعوت کو عام کیا جائے، مسلمانوں میں اُن کی دینی ذمہ داریوں کا شعور پیدا کیا جائے، انہیں خواب غفلت سے بیدار کیا جائے۔ اب اس دعوت کے نتیجے میں جو لوگ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی پر آمادہ ہو جائیں، انہیں جماعت میں شامل کیا جائے۔ قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں اُن کی تربیت کی جائے، اُن کا تزکیہ کیا جائے، انہیں اسلام کے سانچے میں ڈھالا جائے، اُن میں دین کے لئے سخت محنت و مشقت اور ایثار وقربانی کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ انہیں نظم وضبط اور سمع و طاعت کا خوگر بنایا جائے۔ ایسے ہی تربیت یافتہ لوگ اسلامی انقلابی تحریک کا سرمایہ ہوتے ہیں، ورنہ تربیت اور تنظیم سے عاری افراد کے جتھے اور بھیڑ کو انقلابی مشن کے لئے میدان میں لایا گیا، تو جیسے ہی ایک طرف سے ان پر لاٹھی چارج ہوا، دوسری طرف سے لوگ منتشر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ پہلے وسیع پیمانے پر دعوت کا کام ہو جائے، کروڑوں افراد تک دعوت پہنچ جائے اور اُن میں شریعت کی پیاس پیدا کر دی جائے۔ یاد رہے کہ انقلاب کے لئے نکلنے والوں کا ہدف اور مقصد ہرگز اقتدار نہ ہو، صرف اور صرف نفاذ اسلام ہو۔ اقتدار کی طلب ایک مذموم شے ہے۔ یہ ایک حتمی جذبہ ہے، جس سے دامن بچانا انتہائی ضروری ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ انقلابی کارکن پُر جوش دینی حمیت اور غیرت سے سرشار ہوں، وہ اور اُن کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے عوام یہ نہ سمجھیں کہ ہماری ضرورت روٹی، کپڑا اور مکان ہے، بلکہ اُن کے پیش نظر صرف اور صرف شریعت کی بالادستی ہو۔ اُن کے اندر منکرات اور باطل نظام کے خلاف شدید نفرت ہو اور اسلام کی سربلندی کی پیاس اس درجے پیدا ہو جائے کہ وہ اس کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے پر آمادہ ہوں۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے۔ اسلام میں جہاں اُن لوگوں پر کفر، ظلم اور فسق کا حکم لگایا گیا ہے جو اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، وہاں حدیث رسول ﷺ میں اُن لوگوں کی روش کو بھی ایمان کے منافی بتایا گیا ہے جو منکرات کو ہاتھ، زبان سے نہیں روکتے یا کم از کم اُن کے خلاف دل میں کڑھن نہیں رکھتے۔ آپ ؐ کا فرمان ہے:

"تم میں سے جب کوئی شخص برائی دیکھے تو چاہیے کہ اپنے ہاتھوں سے کام لے کر اس کو دُور کرے اور اگر اس کی طاقت نہ پائے تو زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ پائے تو دل سے اور یہ آخری صورت ایمان کی بڑی کمزوری کا درجہ ہے۔"

ایک اور حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں بستی کو اس کی پوری آبادی کے ساتھ الٹ دو! جبرائیلؑ نے عرض کیا: خداوندا! اس شہر میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے، جس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی کبھی تیری نافرمانی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اس بستی کو (پہلے) اس بندے پر اور (پھر) اس کے دوسرے سب باشندوں پر الٹ دو، کیونکہ کبھی ایک ساعت کے لئے بھی میری وجہ سے اس بندے کا چہرہ متغیر نہیں ہوا۔" (شعب الایمان للبیہقی)

اگر حدود اللہ پامال ہو رہی ہوں، شریعت کا مذاق اڑایا جا رہا ہو، سنتیں مٹ رہی ہوں، اور مسلمان یہ سب کچھ دیکھتا اور ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرتا ہے، اور اُس کے اندر منکرات کے خلاف جذبہ پیدا نہ ہو تو پھر ایمان کاہے کو ہے۔

ہم دینی جماعتوں سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ خدارا! انتخابی سیاست کی دلدل سے نکلیں اور انقلابی راستے کی طرف آئیں۔ خود بھی حزب اللہ کی شکل میں منظم ہوں اور لوگوں کو بھی اس طرف بلائیں۔ اس کے لیے پہلے مل جل کر دعوت کا عمل کریں، لوگوں کو ذہناً تیار کریں، اور جب منظم افرادی قوت معتدبہ تعداد میں ہاتھ آ جائے تو باطل نظام کے خلاف عوام کو لے کر نکلیں۔ وکلاء کے لانگ مارچ سے بھی قوم کو یہی پیغام ملا ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ ابھی لانگ مارچ کا آغاز ہوا ہی تھا اور دھرنے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی، مگر چونکہ وکلاء کی تحریک پُر امن تھی اور ان کی پشت پر عوامی طاقت موجود تھی، لہٰذا اُن کا مطالبہ مان لیا گیا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بھی پُر امن طور سے اپنی تحریک کو اٹھائیں، دعوت کے ذریعے عوام کو اپنے ساتھ ملائیں اور پھر پُر امن اور منظم تحریک چلا کر حکومت سے مطالبہ کریں کہ وہ اسلام نافذ کرے، منکرات کا خاتمہ کرے۔ اگر منظم احتجاجی تحریک سے پہلے ضروری شرائط پوری ہو گئی ہوں تو امید ہے نفاذ اسلام کی منزل سر کی جا سکے گی۔ جس طرح عدلیہ بحالی کے لیے وکلاء جان ہتھیلی پر رکھ کر نکلے اور اپنی تحریک کو توڑ پھوڑ سے بچائے رکھا اور عوام کو اپنے ساتھ ملا لیا، اسی طرح اگر دینی جماعتیں بھی نفاذ اسلام کے لئے پُر امن احتجاج کا راستہ اپنائیں گی اور یہ طے کر لیں گی کہ ہم دھرنا دیں گے اور اُس وقت تک نہیں اٹھیں گے جب تک ہمارا مطالبہ تسلیم نہ ہو جائے۔ اگرچہ ہم پُر امن رہیں گے اور جو بھی تشدد ہوا اس کو برداشت کریں گے۔ مگر اپنے مطالبات سے کسی صورت پیچھے نہیں ہٹیں گے اگر اس راہ میں اگر جان بھی جاتی ہے، تو جائے، ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی

اور

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بہر کیف وکلاء تحریک کی صورت میں اس ملک میں کامیاب احتجاجی تحریک کی ایک مثال قائم ہو گئی۔ یہ مثال دینی جماعتوں کے لئے حجت ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس پر سوچ بچار کریں اور پھر اس راستے کو اس کے جملہ تقاضوں سمیت اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور تمام دینی جماعتوں کو بھی اس طرف آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

امریکی پالیسی، نئی بوتل پرانی شراب

ڈاکٹر اسرار احمد
بانی تنظیم اسلامی

بالآخر بلی تھیلے سے باہر آ گئی اور امریکی صدر بارک حسین اوباما نے افغانستان اور پاکستان کے بارے میں اپنی حکومتی پالیسی کا اعلان کر دیا' جس میں بظاہر پاکستان کے لیے ڈیڑھ ارب ڈالرز کی امداد کا اعلان' فاٹا میں ترقیاتی کاموں کی "نوید"، پاکستانی عوام کے احترام اور وطن عزیز کو مضبوط بنانے کے عزم کا اظہار کیا گیا ہے۔ مگر راقم کے خیال میں یہ پالیسی پاکستان کے لیے بے حد خطرناک پالیسی ہے اور اگر اس پالیسی کو جارج ڈبلیو بش کی پالیسیوں کا تسلسل قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس پالیسی کو آسان ترین زبان میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ پرانی شراب کو نئی بوتل اور نئے لیبل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس پالیسی کا اعلان تو حقیقت میں اُسی روز ہو گیا تھا جب امریکہ نے کالعدم تحریک طالبان کے سربراہ بیت اللہ محسود کے سر کی قیمت 50 لاکھ ڈالرز مقرر کی تھی۔ بعض قارئین کے ذہنوں میں یہ سوال جنم لے سکتا ہے کہ پاک افغان پالیسی سے بیت اللہ محسود کے واقعہ کا کیا تعلق ہے۔ اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لیے ہمیں تھوڑا سا ماضی کو کھنگالنا ہوگا۔ افغانستان میں جب ملا عمر کی قیادت میں طالبان کی حکومت قائم ہوئی تو عالم کفر کے ایوانوں میں خوف و ہراس پھیل گیا کہ افغانستان پوری دنیا میں اسلام کے پھیلاؤ کا ذریعہ بن گیا ہے یا بن جائے گا۔ لہٰذا کیفیت وہی تھی جس کا اظہار شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی مشہور زمانہ نظم "ابلیس کی مجلس شوریٰ" میں کیا ہے کہ۔

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں
الحذر آئین پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموس زن، مرد آزما، مرد آفریں

بعینہٖ عصر حاضر کے ابلیس "جارج ڈبلیو بش" اور اس کے حواریوں "نیٹو الائنس" نے اپنی "مجلس شوریٰ" بلائی، حالانکہ طالبان افغانستان میں پورے اسلام کو تو لا ہی نہیں سکے تھے۔ اسلام تو معاشی، معاشرتی اور سیاسی نظاموں کے مجموعے کا نام ہے جبکہ اس جانب تو طالبان انچ بھر بھی پیش رفت نہیں کر سکے تھے۔ انہوں نے تو محض چند شرعی سزائیں نافذ کیں تھیں کہ ان کی برکت سے جرائم کی گندگیوں سے اٹا ہوا افغان معاشرہ کرائم فری بن گیا تھا۔ بہر حال یہ صورتِ حال بھی عالم کفر کے لیے ہضم ہونے والی نہیں تھی اور اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے امریکی تھنک ٹینکس اور سیاسی پنڈتوں نے سوچ بچار شروع کر دیا اور ایک ایسا منصوبہ گھڑا جس نے پوری دنیا کو بدل کر رکھ دیا اور وہ واقعہ "نائن الیون" تھا۔ اس واقعے کا سارا ملبہ ایک شخص اسامہ پر ڈالا گیا اور اس اُسامہ کی تلاش کو بہانہ بنا کر افغانستان پر چڑھائی کر دی گئی۔ ہمیں آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ القاعدہ کیا ہے اور یہ کہاں ہے مگر اس کا فائدہ صرف اور صرف امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ہوا ہے۔

افغانستان کے بعد پاکستان میں بھی داخلے کے لیے امریکہ کو ایسے ہی کردار کی ضرورت تھی، لہٰذا انہوں نے یہاں اسامہ کی طرح کا ایک کردار گھڑا اور وہ بیت اللہ محسود ہے۔ پرویز مشرف نے اپنے دور میں اسے بے نظیر بھٹو کا قاتل ثابت کرنے کی پوری کوشش کی تھی مگر وہ ناکام رہا، مگر اب اوباما نے القاعدہ کا نام لے کر دوبارہ بیت اللہ محسود کو بے نظیر بھٹو کے قتل میں ملوث کرنے کا عندیہ دے دیا ہے۔ اوباما کا بے نظیر بھٹو کے قتل میں القاعدہ کو ملوث کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ حیران کن بات ہے کہ بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو اُس ملک کا صدر "بے نقاب" کر رہا ہے جو اپنے سابق صدر کینیڈی کے قاتلوں کو آج تک گرفتار نہیں کر سکا۔ بہر حال امریکہ نے بیت اللہ محسود کے سر کی اتنی بڑی قیمت لگا کر حماقت نہیں کی' بلکہ اُس نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایک انتہائی خطرناک شخص پاکستانی علاقے میں موجود ہے اور اس کے ڈھونڈنے کے لیے امریکی اور نیٹو افواج کو پاکستان میں جانا چاہیے۔ یہ سارا ڈرامہ صرف اور صرف اسی لیے کیا گیا ہے۔ 17 ہزار تازہ دم فوج کو افغانستان میں اُتارنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ دونوں ملکوں میں جنگ کی بھٹی کو مزید دہکایا جائے اور ڈیڑھ ارب ڈالر کی مشروط امداد کا اعلان بھی ایک طرح سے آکسیجن ایڈ کے علاوہ کچھ نہیں اور یہ اس لیے ہے کہ ہمیں زندہ رکھ کر ہم پر مزید تازیانے برسائے جا سکیں۔ جیسے تانگہ بان گھوڑے کو اگلے روز تانگے میں جوتنے کے لیے کچھ کھلاتا پلاتا ہے، ایسے ہی یہ امداد ہمیں زندہ رکھنے کے لیے ہے اور اس امداد کے بدلے میں صرف اور صرف Do more, Do more کا مطالبہ ہے۔

اوباما نے اپنی تقریر میں ڈرون حملوں کی پالیسی کے بارے کچھ نہ کہہ کر ثابت کر دیا ہے کہ یہ حملے جاری رہیں گے اور مستقبل میں بھی اسی طرح پاکستان کی خود مختاری کی دھجیاں بکھرتی رہیں گی۔ اس تقریر میں ایک اور خطرناک بات یہ ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بھارت کے کردار کا تذکرہ کیا گیا جو صرف اور صرف پاکستان کو بھارت کی طفیلی ریاست بنانے کی جانب اہم قدم ہے۔ تقریر میں فرینڈز آف ڈیموکریٹک فورم کا بھی تذکرہ ہوا۔ یہ فورم بظاہر تو پاکستان کی اقتصادی مدد کے لیے بنایا گیا ہے مگر اس فورم کے ذریعے کسی طور پر بھی پاکستان کی خیر خواہی مطلوب نہیں ہے۔ اس فورم کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف دی جانے والی امداد پر نظر رکھے۔ یا سادہ الفاظ میں یہ ہے کہ اس فورم کے رکن ممالک پاکستان کو ملنے والی امداد کے مصارف پر بطور چیکر یا انسپکٹر نظر رکھیں اور دیکھیں کہ دیے جانے والے ڈالرز امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے خرچ ہو رہے ہیں یا نہیں۔ اس تقریر کے چند منٹ بعد ہمارے وزیر خارجہ کا اس تقریر کا خیر مقدم کرنا حیران کن اور بچگانہ حرکت ہے، حالانکہ اس تقریر میں بارک اوباما نے لگی لپٹی رکھے بغیر سب کچھ کہا ہے اور اس سے پاکستان مخالف عزائم کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ وزیر خارجہ کے فوری ردِ عمل سے بس یہ اندازہ ہوا کہ ہمیں صرف اور صرف ڈالروں سے غرض ہے، قومی وقار، ملکی مفاد اور خود مختاری جیسے الفاظ ہماری ڈکشنری میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

آفاتِ لسان

عبدالرزاق کوڈاوی

جھوٹ:

آفاتِ لسان میں پہلی چیز جھوٹ ہے جس کے بارے میں یہ بات فرمائی گئی ہے کہ ((لعنۃ اللہ علی الکاذبین)) ''جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے''۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ بولنا بدی کی راہ دکھاتا ہے اور بدی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ سچ بولنا نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جانے والی ہے'' اور قرآنِ مجید میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ''......جھوٹ بات سے کنارہ کش ہو جاؤ''۔

جھوٹ خلافِ واقعہ بات کہنا ہے۔ اگر ایک مسلمان دیندار بھی ہے اور اسے خلافِ واقعہ بات بھی کہنی ہے تو وہ پھر بہت واضح اور کھلا ہوا جھوٹ نہیں بولتا بلکہ وہ اس جھوٹ کو گول مول انداز میں پیش کرتا ہے، جس کو عرفِ عام میں ''گولی دینا'' کہتے ہیں۔ یہ بھی درحقیقت جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے بلکہ جھوٹ ہی بولنا ہے۔ آپ اِسے خلافِ واقعہ بات کہیں، گول مول بات کہیں یا گولی دینا کہیں، بہرحال یہ تمام چیزیں جھوٹ ہی کے ذیل میں آتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے ناپسند انسان وہ ہے کہ جو خلافِ واقعہ بات بیان کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے جھوٹ کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ جس نے جھوٹ گھڑا ہے وہ نامراد ہے۔ حضرت شیخ علی ہجویری کا قول ہے کہ ''جھوٹ نیکی کو کھاتا ہے اور جھوٹ بولنے والے کو نہ رزق نصیب ہوتا ہے نہ ضمیر، جھوٹ بولنے والا معاشی پریشانیوں میں بھی مبتلا ہوتا ہے اور اس کا حافظہ بھی خراب ہو جاتا ہے۔'' جھوٹ کے بارے میں ایک اور قول ہے کہ جھوٹ بزدلی کی علامت ہے۔ جھوٹے کے لئے ایک سزا یہ ہے کہ وہ سچ بھی بولے تو اس کی بات کا یقین نہیں کیا جاتا۔

جھوٹ بیماری ہے اور سچائی شفا۔

غیبت:

آفاتِ لسان میں دوسری بڑی آفت غیبت ہے۔ قرآن مجید میں اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے ''کوئی کسی کی غیبت نہ کرے......'' غیبت کی تعریف یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے ایسی برائی کی جائے جو اس میں موجود ہو اور اگر وہ اس کے سامنے بیان کی جائے تو اسے ناگوار گزرے۔ اگر آدمی کی پیٹھ پیچھے اُس کی کسی ایسی برائی کا تذکرہ کیا جائے جو اس میں موجود نہ ہو تو یہ بہتان ہے جو غیبت سے بڑھ کر گناہ ہے۔

غیبت اور بہتان دونوں کا صدور زبان ہی سے ہوتا ہے اور یہ دونوں اسلام کی نظر میں بڑے سنگین گناہ ہیں۔ قرآن میں غیبت کو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو آپ کو جنت و جہنم کا مشاہدہ بھی کرایا گیا۔ وہاں آپؐ نے دیکھا کہ بعض لوگ خود اپنا گوشت کاٹ رہے ہیں اور اپنے منہ کا نوالہ بنا رہے ہیں۔ آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ یہ آپؐ کے وہ اُمتی ہیں جو دنیا میں لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔ غیبت کے بارے میں احادیث میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔ غیبت اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ تنظیمی زندگی میں غیبت ایسی اخلاقی برائی ہے جو ہمارے اجتماعی نظم اور اجتماعی شیرازے کو بکھیرنے کا کام انجام دیتی ہیں۔ یہ دلوں کو پھاڑنے والی، نظم کو درہم و برہم کرنے والی اور اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرنے والی شے ہے۔ کچھ بندگانِ خدا جو ایک مقصد کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوتے ہیں، یہ انہیں بکھیر دیتی ہے۔ آپس میں رنجش اور تعلقات میں ناخوشگواری پیدا کرتی ہیں اور اجتماعی زندگی میں فساد کا ذریعہ بنتی ہے اور نتیجتاً تحریک کے کام کی رفتار کو مدھم کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اجتماعی زندگی میں کامیابی سے آگے بڑھنے کے لئے اور اپنی قوت کو تیز کرنے کے لئے کم از کم اخلاقی ضابطہ یہ ہے کہ تحریک کا کوئی ساتھی کسی کی تحقیر نہ کرے، اس کی غیبت نہ کرے، اس پر بہتان نہ باندھے، اس پر الزام نہ لگائے، اس کے بارے میں بدگمان نہ ہو، اس سے حُسنِ ظن رکھے، اس سے ایثار و قربانی اور خیرخواہی کا معاملہ رکھے۔

دل آزاری اور تمسخر

آفاتِ لسان میں تیسری بری آفت دل آزاری اور تمسخر ہے۔ دل آزاری اور تمسخر کے بارے میں حدیث میں بڑی عجیب وغریب سزا بیان کی گئی ہے، حدیث میں آتا ہے کہ ''تمسخر کرنے والا جنت کے دروازے کی طرف جائے گا تو وہ دروازہ اس کے لئے کھلا ہوگا، جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچے گا وہ بند ہو جائے گا۔''

مذاق کے بارے میں آتا ہے کہ جو کسی کا مذاق اڑاتا ہے، اس کا مذاق اڑایا جائے گا۔ قرآن میں اس بات سے روکا گیا ہے کہ کسی کی اہانت و تحقیر کی جائے اور اس کے عیب کو اس طرح بیان کیا جائے کہ اس پر لوگ ہنسیں۔ اشارہ کرنا، نقل اتارنا، مذاق اڑانا، فقرے کسنا، پھبتی چست کرنا، یہ تمام چیزیں تحقیر و مذاق اور استہزاء میں آجاتی ہیں۔ اس معاملے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ نے ذرا قد آور بنایا ہے تو محض لمبے قد کی بنا پر اس کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے۔ ہمارے دفتر میں ایک صاحب تھے۔ ذرا لمبے تھے۔ لوگوں نے ان کو ''ٹاور'' کہنا شروع کیا۔ جب لوگ انہیں کہتے تو وہ اپنے دل میں بڑی سبکی محسوس کرتے۔ موٹا ہے تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بھینس جا رہی ہے۔ اب کہنے کو تو یہ ایک معمولی سا جملہ ہے لیکن ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ اِس سے ہمارے بھائی کی کتنی دل آزاری ہوتی ہے۔ دِل آزاری اتنا بڑا گناہ ہے کہ اُسے کعبۃ اللہ گرانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ایک صحابیؓ آپؐ کے پاس آئے اور عرض کی: یارسول اللہ اللہ کے نزدیک سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، اپنے بھائی کی خدمت کرنا، اس کی حاجت پوری کرنا۔ انہوںؓ نے پوچھا: اللہ کے نزدیک سب سے بُرا عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف دینا اور اس کی دل آزاری کرنا۔ پھر آپؐ نے اس پر ایک اضافی جملہ اور ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کی دل آزاری، اس کا دل دکھانا، اِسے تکلیف دینا اللہ کے نزدیک اتنا بڑا گناہ ہے جیسے کوئی شخص کعبۃ اللہ کو اپنے ہاتھ سے گرا دے اور ڈھا دے۔ دل آزاری اور تمسخر بھی اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور تحریکی زندگی میں جہاں دولت مند بھی ہوتے ہیں، غریب بھی ہوتے ہیں، وہاں ایسے معاملات میں بہت ہی زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک آدمی ایک جملہ کس کر اور ایک بات کہہ کر اپنے لئے تو تفریح کا سامان مہیا کر لیتا ہے، لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ تھوڑا سا تمسخر ایک رفیق، ایک ساتھی اور ایک بھائی کے لئے تحریکِ اسلامی

سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوری کا ذریعہ بن جائے۔

چغلی:

آفاتِ لسان میں چوتھی چیز چغلی ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کسی کی ایک بات جسے وہ دوسروں سے چھپانا چاہے، اسے دوسروں پر ظاہر کر دینا۔ ایک شخص کے اندر ایک کوتاہی ہے، وہ اُسے چھپانا چاہتا ہے لیکن دوسرے صاحب اس کی تشہیر کرتے پھر رہے ہیں۔ ایک بات اس کو معلوم ہوئی دھڑلے سے اجتماع میں کہہ دی۔ ایک شخص کے اندر ایک چھوٹی سی برائی یا کوتاہی ہے، دوسرا آدمی اگر اس کا خیر خواہ ہے تو خیر خواہی کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ اس سے علیحدہ ملے۔ پہلے تو وہ اس برائی کے بارے میں اطمینان حاصل کرے کہ واقعی وہ برائی اس فرد میں موجود ہے بھی یا نہیں۔ اگر ہو تو اُسے دور کرنے کی نصیحت کرے۔ پھر تنہائی میں وہ اس کے لئے دعا کرے۔ خیر خواہی کا تقاضا تو یہ ہے۔ لیکن وہ صاحب کرتے یہ ہیں کہ اُس کی عزت کو نقصان پہنچانے کے لئے دوسروں کے سامنے اُس کی برائی کا ذکر کر دیتے ہیں۔ یہ چغلی خواہ انفرادی نوعیت کی ہو یا اجتماعی، بہرحال سنگین گناہ ہے۔ اس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چغلی کرنے والے انسان کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ چغلی اخلاقی برائیوں میں سے ہے اور گناہِ کبیرہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چغل خور انسان جنت میں داخل نہ ہوگا۔

بہتان، الزام تراشی، نیت پر حملے اور گمان پر فیصلے

آفاتِ لسان کے سلسلے میں پانچویں چیز، جس میں مَیں نے بہت سی چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ملا دیا ہے، بہتان، الزام تراشی، نیت پر حملے اور گمان پر فیصلے ہیں۔ یہ چاروں چیزیں مختلف حیثیتوں سے گھوم پھر کر ایک ہی چیز ہو جاتی ہیں۔ کسی پر بہتان اور الزام تقریباً ایک ہی چیز ہے۔ نیت پر حملے کرنا، مثلاً ایک شخص بظاہر نیک کام کر رہا ہے، اپنی دانست میں وہ پورے خلوص و تقویٰ اور ہر لحاظ سے ایک صحیح کام کر رہا ہے لیکن اس کا وہ کام ہمارے پلے نہیں پڑتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ غلط کر رہا ہے، بجائے اس کے کہ ہم وضاحت طلب کرتے، ہم نے اس کی نیت پر حملہ کر دیا۔

گمان پر فیصلہ اخلاقی نوعیت کا ایسا جرم ہے جو اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرتا ہے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس معاملے میں مسلمان کو کتنا چوکنا ہونا چاہیے۔ گمان کے بارے میں قرآن نے بڑی تفصیل سے احکامات دیئے ہیں۔ کون سا گمان غلط ہے، کون سا صحیح؟ کون سا جائز اور کون سا ناجائز؟ اس تشریح میں ہمیں یہ چیز ملتی ہے کہ ایک شخص اپنے بھائی کے بارے میں حسن ظن تو رکھ سکتا ہے لیکن اسلام اسے اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ فوراً بدگمان ہو جائے۔ یہ انسان کی فطری کمزوری ہے کہ کسی کے بارے میں اچھی رائے تو وہ بیسیوں تجربات اور مہینوں ساتھ رہنے کے بعد قائم کرتا ہے، مگر جہاں تک بدگمان ہونے کا معاملہ ہے تو وہ ایک سیکنڈ میں بدگمان ہو جاتا ہے۔ جن دنوں ہم جمعیت میں تھے، ہمارے ایک کارکن تھے۔ وہ اپنے گھر کی قریبی مسجد میں فجر کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ وہ ناظم بھی تھے۔ وہ دور کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے کچھ وجوہ مجھ سے بیان کیں۔ پہلی بات تو یہ کہ قریبی مسجد کے امام صاحب قرآن شریف غلط پڑھتے ہیں، قرأت اچھی نہیں، جبکہ دوسری مسجد کے امام صحیح قرآن پڑھتے ہیں اور اُن کی قرأت اچھی ہے۔ دوسری بات یہ کہ جتنے قدم میں مسجد کے لئے چلوں گا، اتنا ہی ایک ایک قدم کا اجر و ثواب ملے گا۔

تیسری بات یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اندھیروں میں نماز کے لئے مسجد کی طرف چلنے والے اللہ کے عرش کے سائے میں ہوں گے تو یہ فضیلت بھی حاصل ہو جاتی ہے تو اب آپ یہ دیکھئے کتنے تقویٰ اور جذبے کے ساتھ وہ اس مسجد میں جا کر نماز پڑھتے تھے۔ ایک صاحب نے اُن کے گھر کی قریبی مسجد میں فجر کی نماز ادا کی مگر ناظم صاحب نہیں ملے۔ دو چار روز کے بعد وہ پھر اس مسجد میں پہنچ گئے۔ ناظم صاحب پھر نہیں ملے۔ بجائے اس کے کہ وہ ناظم صاحب ہی سے پوچھتے کہ میں آپ کے پاس آیا تھا، آپ نہیں ملے اور ناظم اُن کو جواب دے دیتے۔ انہوں نے براہِ راست اجتماع میں بات کہی کہ ناظم صاحب فجر کی نماز جماعت سے نہیں پڑھتے، اُٹھ ہی نہیں پاتے، رات کو بارہ بجے ایک بجے تک کام کرتے ہیں، فجر قضا ہوتی ہے، تو ایسے بارہ بجے تک کام کرنے کا کیا فائدہ کہ فرض نماز قضا ہو جائے۔ اب اس کو دوسرے کارکن نے سنا اور اس نے اس کو تشہیر کا ذریعہ بنایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان صاحب کو اجتماع میں وضاحت کرنا پڑی۔ یہ مناسب نہیں کہ ایک آدمی کی زبان اس حد تک کھلوائی جائے کہ وہ وضاحت کرنے پر مجبور ہو جائے۔ انسان کی کمزوری ہے کہ وہ بدگمان ہو جاتا ہے، لہٰذا اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ جس بات سے بدگمانی پیدا ہو جانے کا شبہ ہو اس کو واضح کر دیا جائے۔ آپؐ نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔ اس کی ایک بہترین مثال نبی ﷺ کے ایک واقعہ میں ملتی ہے۔ آپؐ رات کی تنہائی میں چھوٹی سی پگڈنڈی پر سے گزر رہے ہیں۔ آپؐ کے ساتھ حضرت اُم سلمہؓ زوجہ محترمہ تھیں۔ دور سے آپؐ نے ایک صحابیؓ کو جاتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے آواز دے کر انہیں بلایا اور فرمایا کہ دیکھو، میرے ساتھ جو خاتون ہیں یہ اُم سلمہؓ ہیں۔ اب تم جا سکتے ہو۔ صحابیؓ حیران ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپؐ نے کیا بات کہی۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپ نے یہ کیسے فرمایا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ شیطان ہر شخص کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ تو جس بات کی حضور ﷺ نے اپنی اُمت کو تعلیم دی وہ یہ ہے کہ جس حد تک آدمی اپنی پوزیشن واضح کر سکے، واضح کر دے۔ ایک آدمی کھانے میں کسی چیز سے پرہیز کرتا ہے اور وہ کسی بڑے منصب پر فائز ہے۔ طعام گاہ میں اس کے لئے کوئی پرہیزی چیز آتی ہے، تو سوچنے والا سوچ سکتا ہے کہ ہم تو کھا رہے ہیں گائے کا گوشت اور حضرت بکرے کا گوشت کھا رہے ہیں۔ اب اِن سے گائے کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ تو یہ اس قسم کی چیزیں ایسی ہیں کہ خود آدمی کو وضاحت کر دینی چاہیے اور دوسروں کو بھی بدگمان ہونے سے بچنا چاہیے۔

گالی گلوچ، لعنت ملامت

چھٹی چیز گالی گلوچ اور لعنت ملامت کرنا ہے۔

آپؐ نے فرمایا، مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور ان کا قتل کرنا کفر ہے۔ جو شخص کسی پر لعنت کرے اور وہ اس کا مستحق نہیں ہوتا تو لعنت اُسی پر لوٹتی ہے۔ آفاتِ لسان میں یہ بھی بہت قابلِ مذمت شے ہے اور اس سے ہمیں بچنا چاہیے۔ ایک حدیث میں گالم گلوچ کو منافقت کی ایک علامت بتایا گیا ہے۔

مدح سرائی:

آفاتِ لسان میں ایک اور چیز مدح سرائی ہے۔

اپنے ساتھی کے مالدار ہونے پر یا اعلیٰ منصب کے ہونے پر یا کسی اور بنا پر اس کی تعریف کرنا وہ شے ہے جس میں بہت سے گناہ شامل ہو جاتے ہیں۔ جس کی تعریف کر رہے ہیں وہ تعریف اس میں تھی یا نہیں۔ مثال کے طور پر ہم کسی سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی، حالانکہ خوشی کوئی نہیں ہوتی۔ بذاتِ خود یہ ایک جھوٹ ہے۔ اس کے بعد پھر ماشاء اللہ کیا بات ہے۔ یہ اور یہ!! ساری باتیں بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اپنی تعریف سننے کی خواہش لوگوں کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ جس کے اندر تعلیم کی، تقریر کی، وعظ کی، نصیحت کی، صلاحیت موجود ہے اور ساتھ ہی اس کے اندر مدح سننے کا یہ خناس بھی موجود ہے تو اسے حضور ﷺ نے اندھا اور بہرا قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ یہیں سے اس کی بھلائی اور نیکی کے راستے بند ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس مدح سرائی کے بہت سے پہلو ہیں۔ خلافِ واقعہ باتیں کرنا، بے جا تعریف میں جھوٹ بولنا، ریا، کبر اور زبان کا لغویات میں استعمال۔ اِس میں کوئی حرج نہیں کہ کسی رفیق کی حوصلہ افزائی کے لئے ناظم اعلیٰ تعریف کر دے، کبھی اجتماع میں اس سے اقتباس پڑھوا دیے، کبھی کوئی مضمون اس کو دے

دیا۔ ماشاء اللہ آپ تو بہت اچھی اردو پڑھتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تحریکی مقاصد کے لئے، کسی کو نیکی کی راہ پر آگے بڑھانے کے لئے اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ ٹھیک ہے، جہاں حوصلہ افزائی کی ضرورت ہو، وہاں حوصلہ افزائی بھی کرنی چاہیے۔ لیکن بے جا تعریف سے احتراز ضروری ہے۔

حضور ﷺ نے مدح سرائی کے بارے میں فرمایا: ''جس شخص نے اپنے دوست کی کسی مجمع میں تعریف کی اس نے گویا اپنے دوست کی گردن کاٹ دی''۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ ''کسی کو چھری سے ذبح کر دینا اس سے بہتر ہے کہ اس کے منہ پر اس کی تعریف کر دی جائے''۔ کسی کی تعریف کرنا اسے کبر میں مبتلا کرتا ہے۔ وہ ریاکاری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اعمال میں اس کے سستی آتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا سے دور ہو جاتا ہے۔

جھوٹا وعدہ

اس کے بعد آٹھویں چیز جھوٹا وعدہ ہے۔ یہ بھی اخلاقی برائیوں میں سے ہے اور اس کا تعلق بھی آفات لسان سے ہے۔ اس کا معاملہ بھی ایسا ہے کہ بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہم وعدہ کے طور پر کرتے ہیں، ان کو نبھا نہیں پاتے۔ مثلاً کل عصر کے بعد ملوں گا۔ اب عصر کے بعد نہیں ملے۔ یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ جس کو ملنا ہے اس کو بھی یاد نہیں رہا اور جو ملنے کے لئے آنے والا تھا اس کو بھی نہیں یاد رہا۔ دونوں وقت پر نہیں پہنچے لیکن یہ کہنا کہ میں عصر کے وقت پہنچوں گا، اور عصر کے وقت نہ پہنچنا، بہرحال اس کا شمار جھوٹے وعدوں میں کیا جائے گا اور نامۂ اعمال میں یہ گناہ لکھا جائے گا اور وہ ساری باتیں کہ فلاں پوسٹر ہے۔ آج رات کو لگنا ہے۔ اچھا صاحب لگا دیں گے۔ اب وہ نہیں لگا اور پھر یہ کہ تنظیم کی طرف سے بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن کی بنیاد اعتماد پر ہوتی ہے۔ یہ ہمارے اپنے ساتھی ہیں۔ انہیں یہ کہا جائے کہ فجر سے پہلے لگنے ہیں تو عشاء کے بعد نہیں لگ سکتے۔ اور عشاء کے بعد لگنے ہیں تو ظہر کے بعد نہیں لگ سکتے نظم آپ پر اعتماد کرتا ہے کہ جب آپ نے یہ چیز اپنے ہاتھ میں لے لی تو نظم کی ہدایت کے مطابق آپ اس کو کریں گے۔ یہ اجتماعی نوعیت کا ایک جھوٹا وعدہ ہو جاتا ہے۔ خواہ اس میں امیر، نقیب یا رفیق جو بھی ملوث ہوں۔ چھوٹی چھوٹی بہت سی باتیں ایسی ہیں جو ہم کر ڈالتے ہیں مگر اُن کا شمار جھوٹے وعدے میں ہو جاتا ہے، اور جن سے بہرحال احتیاط کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ جھوٹی قسم کھانا اور مسلمان کی دل آزاری کرنا اِن کے بارے میں بھی حضور ﷺ نے سختی سے روکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آفاتِ لسان سے بچائے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

(جاری ہے)

نومنتخب امیر جماعت اسلامی جناب منور حسن سے امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کی ملاقات

مرتب: ایوب بیگ مرزا

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے تنظیم کے ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے جماعت اسلامی کے نومنتخب امیر جناب سید منور حسن سے جماعت اسلامی کے دفتر منصورہ میں ملاقات کی۔ وفد میں اظہر بختیار خلجی، چودھری رحمت اللہ بٹر اور راقم بھی شامل تھے۔ یہ ملاقات امیر تنظیم اسلامی کی خواہش پر ہوئی۔ دونوں اطراف سے ملک میں سیاسی ابتری، دہشت گردی، امریکہ کی طرف سے ڈرون حملوں اور پاکستان کے اندرونی معاملات میں بے جا مداخلت پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ قائدین نے اس امر پر بھی اتفاق کیا کہ ہمیں دین کی دعوت کا کام بہر صورت جاری رکھنا چاہیے اور ہم اس راستے میں کسی قسم کی رکاوٹ برداشت نہ کریں۔ اس خیال کا اظہار بھی کیا گیا کہ سیاسی عمل سے کسی قسم کی بہتری خصوصاً اسلام کے حوالہ سے پیش رفت کی کوئی اُمید نہیں، البتہ سیاسی عمل میں رکاوٹ ڈالنا بھی مفید نہیں ہوگا۔ ملاقات کے اختتام پر ایک بار پھر امریکی عزائم پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ قوم کو ان عزائم سے باخبر اور چوکس رکھنے کے لیے دینی اور سیاسی جماعتوں کو بھرپور کام کرنا ہوگا۔ اس ملاقات سے پہلے امیر تنظیم اسلامی نے سید منور حسن صاحب کو جماعت کا امیر منتخب ہونے پر ایک تہنیتی خط بھی لکھا تھا، جسے ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔

مکرم و محترم جناب منور حسن صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو جماعت اسلامی پاکستان کا امیر منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں۔ میری دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ آپ کا انتخاب حق بحق دار رسید کا معاملہ ہے۔ محترم منور صاحب! اس وقت اُمت مسلمہ خصوصاً پاکستان کے جو حالات ہیں میری رائے میں آپ کے کاندھوں پر ایک بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے۔ اس لیے کہ پورے عالمِ اسلام کی تمام اسلامی تحریکوں میں جماعت اسلامی کو ایک منفرد اور نمایاں مقام حاصل ہے اور پورے عالم اسلام کی نگاہیں اس جماعت پر مرکوز ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اور اپنی شب و روز کی محنت سے ان ذمہ داریوں سے بڑے احسن طریقے سے عہدہ برآ ہوں گے۔

میں اور تنظیم اسلامی کے تمام رفقاء اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ پاکستان میں نظامِ اسلام کے نفاذ کے حوالہ سے آپ کو اس عظیم اسلامی تحریک کی صحیح رخ پر رہنمائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی سعی و جہد کو شرف قبولیت بخشے اور اسے آپ کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو

والسلام

آج کے ابو جاہل

انصار عباسی

گزشتہ جمعہ کو سوات میں ایک لڑکی کو کوڑے مارنے کی ویڈیو جاری کر کے غیر مرئی طاقتوں کی جانب سے پاکستان کی سلامتی اور امن کے قیام کے خلاف ایک ایسی تحریک کا آغاز کر دیا گیا جس سے ملک میں انارکی اور افراتفری پھیلانے کی کوشش کے علاوہ مسلمانوں کے عقیدے کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ بغیر کسی مصدقہ اطلاع کے کہ یہ واقعہ کہاں ہوا، کب ہوا، کس کے حکم پر ہوا، کس جرم کی پاداش میں لڑکی کو کوڑے مارے گئے، دنیا بھر میں ایک شور برپا ہو گیا۔ اب تک لڑکی کے جرم کے بارے میں دس کہانیاں سامنے آ چکی ہیں اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ چار ماہ سے ایک سال پہلے وقوع پذیر ہوا۔ ایک اور اطلاع کے مطابق یہ واقعہ سرے سے سوات میں ہوا ہی نہیں لیکن تنقید کا نشانہ 26 جنوری کو ہونے والا سوات امن معاہدہ ہے۔ بہت سے جاہلوں نے عورتوں کو سرعام کوڑے مارنے کی سزا کو بہیمانہ، وحشیانہ اور غیر انسانی قرار دے کر مسلمانوں کے عقیدے پر حملہ کیا جو امریکا اور دوسری اسلام دشمن قوتوں کا ایجنڈا ہے۔ حکومت اور سپریم کورٹ کی طرف سے واقعہ پر فوری نوٹس لیا جانا ایک قابل تحسین اقدام ہے، تا کہ اگر اس عورت پر واقعی ظلم ہوا ہو تو ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دی جائے، مگر عدالت عظمیٰ، حکومت، میڈیا اور دوسرے ذمہ دار کیا اس بات کا نوٹس بھی لیں گے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کی گئی سزاؤں کو بہیمانہ وحشیانہ کہنے کا کیا جواز تھا۔ دوسری طرف ایک پرانے واقعہ کو بنیاد بنا کر سوات میں 26 جنوری کو ہونے والے امن معاہدہ کو سبوتاژ کرنا آیا کوئی بیرونی سازش کا نتیجہ تو نہیں۔ نظام عدل سے پہلے سوات میں جنگل کا قانون تھا اور حکومت کی کوئی رٹ نہیں تھی۔ ایسے حالات میں کچھ افراد کے متنازعہ عمل کی بنیاد پر امن معاہدے کو کیسے تنقید کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام میں شرعی قوانین کے نفاذ کی ذمہ داری ریاست کی ہوتی ہے اور لوگوں کو یہ کھلی چھٹی نہیں دی جا سکتی کہ وہ اپنی مرضی کی شریعت نافذ کریں۔ اس اصول کی بنیاد پر ہی سوات میں نظام عدل کو پرکھا جانا چاہئے نہ کہ مغربی سوچ کی بنیاد پر جو جہاد اور شریعت کو دہشت گردی اور انتہا پسندی سے تعبیر کرے۔

ایسے گمراہ جاہلوں کے لئے جو اللہ کے قانون کے بارے میں یاوہ گوئی کرتے ہیں، ان کی اطلاع کے لئے سورۃ النور کی پہلی دو آیتوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ایک سورۃ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اسے فرض کیا ہے اور اس میں کھلی روشن اور واضح آیات نازل کی ہیں تا کہ تم انہیں یاد رکھو۔ بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد ان دونوں کو سو سو کوڑے مارو اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان ہے تو اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ان پر کوئی ترس نہیں آنا چاہئے اور ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت سامنے موجود رہے۔" اس سورۃ کی آیت نمبر 4 کا اردو ترجمہ کچھ یوں ہے۔ "جو لوگ پاک باز عورتوں پر الزام لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسی اسی درے لگاؤ اور آئندہ کے لئے ایسے الزام لگانے والوں کی شہادت بھی ہرگز قبول نہ کرنا کیونکہ یہ برے لوگ ہوتے ہیں۔"

ان آیات کو پڑھنے سے سب معاملہ واضح ہو جاتا ہے۔ نہایت ہی عام فہم اور سادہ انداز میں اللہ تعالیٰ نے بدکاری کے جرم پر حد نافذ کی اور ساتھ ہی شرائط بیان کر دیں۔ پہلی آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی اس حکم کے بارے میں، جو آنے والی آیتوں میں دیا گیا، تا کہ بدکاری کے جرم کے مرتکب افراد کی سزا کے بارے میں کوئی confusion نہ رہے۔ قرآن میں ایک اور جگہ شادی شدہ مرد اور عورت کے بدکاری کرنے پر رجم (یعنی سنگسار) کی حد نافذ کی گئی ہے۔ مغرب سے مغلوب طبقہ کے لئے یہ سزائیں نعوذ باللہ وحشیانہ ہو سکتی ہیں مگر اسلام میں Outside marriage اجنبی مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلق کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر غیر قانونی اور غیر اسلامی جنسی تعلقات پر ایسی سزائیں نہ رکھی جائیں تو مغرب کی طرح ہمارا معاشرہ بھی جانوروں کا معاشرہ بن کر رہ جائے گا۔ دین میں لوگوں کو اس جرم کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کو سزا ملنے پر رحم اور ترس کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ سرعام سزا دینے کا مقصد اس طرح کے جرائم کی روک تھام ہے۔ ہم نے دیکھا کہ جب بھی اور جہاں بھی شریعت کا نفاذ ہوا، اسلامی سزاؤں کی وجہ سے جرائم میں واضح کمی ہوئی۔ کوئی ایمان والا یہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ 70 ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرنے والا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے ظالمانہ سزائیں تجویز کر سکتا ہے۔ کیا ہمیں معلوم نہیں کہ سعودی عرب اور ایران جیسے اسلامی ممالک میں جرائم کی کمی کی وجہ کیا ہے۔ آیا جب ایران میں سرعام مجرموں کو چوک میں پھانسی دے کر دو تین دن کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے اور سعودی عرب میں قاتل اور دوسرے سنگین جرائم میں ملوث کرداروں کا سرعام سر قلم کیا جاتا ہے تو دنیا اس طرح چیختی ہے جس طرح ہمارے ہر معاملہ پر چیخا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں NGO's ڈالروں کی لالچ میں مغربی ایجنڈے کی پیروی کرتی ہیں۔ اسلام اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کے لئے ان NGO's کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے۔ کسے معلوم نہیں کہ مولانا صوفی محمد اور سرحد حکومت کے درمیان سوات میں قیام امن کے لئے کئے گئے نظام عدل معاہدے کے خلاف امریکا اور مغرب کے تحفظات ہیں۔ ان بیرونی قوتوں کی طرف سے پاکستان کے حکمرانوں پر مسلسل دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ صدر آصف علی زرداری نظام عدل ایکٹ پر دستخط نہ کریں۔ اس ویڈیو کے جاری کرنے اور اس کے نتیجے میں اندرونی اور بیرونی Pressure کی وجہ سے پہلے سے ہی ہچکچاہٹ کے شکار صدر زرداری اب سوات امن معاہدہ عملدرآمد کے لئے مزید تذبذب کا شکار ہوں گے۔ کاش! اس ملک کا مغرب پسند طبقہ ذرا غور کرے کہ پچھلے ایک ڈیڑھ سال میں کس بے دردی سے معصوم لوگوں کا سوات میں قتل عام ہوا، سوات میں فوجی آپریشن ناکام رہا جبکہ حکومت کی رٹ مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی۔ بچیوں کے اسکولوں کو تباہ کر دیا گیا تھا اور مکمل دہشت کا قانون لاگو تھا۔ ایسے میں صوفی محمد کے ذریعے سوات کے امن کو واپس لانا، بچیوں کے اسکولوں کے دوبارہ کھلوانا، حکومت کی رٹ ایک بار پھر قائم کرنا اور سوات کے بازاروں اور کاروبار کی رونقوں کا واپس لوٹنا NGO's کو برا لگ رہا ہے۔ کیا یہ NGO's وادی سوات میں دوبارہ قتل و غارت اور تشدد پسند طالبان کی واپسی کی خواہاں ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ بیرونی طاقتوں کا آلۂ کار بن کر یہاں کچھ لوگ ملک کو Civil War کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ "جنگ")

ڈرون حملے یا ڈراؤنے حملے؟

محمد نذیر یٰسین

بغیر پائلٹ اُڑنے والے ڈرون (drone) امریکی طیاروں کے حملے پختون بیلٹ میں بسنے والے قبائلیوں کے لئے اگرچہ ایک ایسا ڈراؤنا خواب (nigtmare) بن چکے ہیں جو دن اور رات کے کسی بھی حصہ میں اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے، تاہم باقی پاکستان میں بسنے والوں کا ان حملوں کے متعلق رویہ بالکل وہی ہے جو بلی کو دیکھ کر کبوتر کا ہوتا ہے۔ جس طرح کبوتر بلی کو دیکھ کر شاید اس امید پر آنکھیں بند کر لیتا ہے کہ میری باری آنے تک بلی کا پیٹ بھر چکا ہوگا یا پھر میری حالت دیکھ کر اُسے مجھ پر ترس ہی آ جائے، بالکل اسی طرح میدانوں میں بسنے والے پاکستانی شاید اس اُمید پر قبائلیوں کے خون ناحق پر خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں کہ اُن کی باری آنے تک امریکہ سیر ہو چکا ہوگا اور یا پھر اُن پر رحم کھا کر معاف ہی فرما ڈالے گا۔ یہ نادان اس حقیقت کو بھلائے بیٹھے ہیں کہ اُن کا سامنا کسی بلی سے نہیں بلکہ ایک ایسے خونخوار بھیڑیے سے ہے جسے نہ صرف خون ناحق کا چسکا لگ چکا ہے بلکہ اُس کی پیدائش و پرداخت ہی خون ناحق کی مرہون منت ہے۔ ریڈ انڈینز کی نسل کشی سے لے کر ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی حملوں تک اور لاکھوں ویت نامیوں کے قتل عام سے لے کر بارود کی بارش کے ذریعے لاکھوں افغانیوں و عراقیوں کو بھسم کرنے تک، اُس کی تاریخ اسی حقیقت کی گواہی دیتی ہے۔

تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امریکا کا یہ خونخوار طرزِ عمل صرف کمزوری، لاچاری اور بے بسی کا مظاہرہ کرنے والی قوموں کے متعلق ہی دیکھا جا سکتا ہے۔ جو قومیں سینہ تان کر اُس کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہیں اور اُس کی ڈکٹیشن قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہیں، اُن کے متعلق امریکی رویہ اور طرزِ عمل ایک بھیگی بلی کا سا ہوتا ہے۔ انہیں دی جانے والی امریکی دھمکیاں گیدڑ بھبکیوں سے زیادہ کچھ ثابت نہیں ہوتیں۔ کیوبا، شمالی کوریا، شام اور ایران کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، جو امریکی دھمکیوں اور پابندیوں کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنے دفاع اور داخلی خود مختاری کو یقینی بنائے ہوئے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا پاکستان ایک کمزور، لاچار اور بے بس ملک ہے؟ وہ اپنے داخلی و خارجی معاملات میں امریکی ڈکٹیشن کیوں قبول کرتا ہے؟ اور اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے ہم مذہبوں و ہم وطنوں کے ساتھ خون کی ہولی کیوں کھیل رہا ہے؟

ہم یقیناً ایک بہادر و باصلاحیت قوم ہیں۔ ہمارے پاس نہ صرف دنیا کی جدید ترین ایٹمی و میزائل ٹیکنالوجی موجود ہے بلکہ ہماری فوج کا شمار بھی دنیا کی بہترین افواج میں سے ہوتا ہے۔ تو پھر ہمارا اصل مسئلہ کیا ہے؟ ہم کس دائمی روگ کا شکار ہیں جو ہمیں روز بروز امریکی غلامی میں مبتلا کر کے ہمارے قومی وجود کو اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے؟

> ڈرون حملوں کا مسئلہ پاکستانی قوم کی بقا و خودمختاری کا مسئلہ ہے۔ آزاد عدلیہ کے لئے جدوجہد کرنے اور قربانیوں دینے والوں کو اب ان ڈرون حملوں سے ڈرنے اور قوم کو ڈرانے والوں کے خلاف بھی کمر ہمت کسنی ہوگی

ہم درحقیقت اُس خطرناک مرض کا شکار ہو چکے ہیں جسے ایک حدیث نبوی ﷺ میں "وہن" کا نام دیا گیا ہے۔ اس مرض کی تعریف نبی کریم ﷺ نے صرف چند الفاظ میں اس طرح سے کی ہے کہ یہ "دنیا سے محبت اور موت سے کراہت" کا مرض ہے۔ یہ مرض ہمارے حکمران طبقہ کے رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے جس کی وجہ سے اُس کا طرزِ عمل اپنی قوم کے ساتھ بالکل وہی ہو چکا ہے جو قارون نے اپنی قوم کے ساتھ روا رکھا تھا۔ جس طرح اپنے بے تحاشا مال و متاع اور خزانوں کی محبت نے اُسے فرعون کی چاکری میں مگن اور اپنی قوم کے ساتھ ظلم و ستم میں فرعون کے برابر کا شریک بنا رکھا تھا، بالکل اُسی طرح ہمارے حکمران طبقات اپنے ملکی و غیر ملکی بینک اکاؤنٹس کی محبت میں گرفتار ہو کر اپنے جائز حقوق کی جدوجہد کرنے والے مسلمانوں پر امریکی مظالم میں برابر کے شریک جرم بن چکے ہیں۔ قارون کے عبرت ناک انجام سے تو ہم واقف ہی ہیں، خاص و عام کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیں آخری زمانہ میں کچھ گروہوں و خطوں کے زمین میں دھنسا دیئے جانے کی خبر دے رکھی ہے۔

جہاں تک ڈرون طیاروں کے حملوں کا تعلق ہے تو یہ بات اب خوب آشکار ہو چکی ہے کہ یہ طیارے نہ صرف پاکستانی سرزمین سے اڑائے جاتے ہیں بلکہ ان حملوں کے لئے انٹیلی جنس معلومات بھی ہماری ایجنسیاں ہی فراہم کرتی ہیں۔ پاک فضائیہ تو ان حملوں کو روکنے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے مگر ہماری قیادت انہیں روکنے کی جرأت سے عاری دکھائی دیتی ہے۔ کیسی ستم ظریفی ہے کہ مبینہ طور پر سوات میں ایک لڑکی کو کوڑے مارنے کے واقعہ پر واویلا مچانے والوں اور اس واقعہ کے ذمہ داروں کے لئے پھانسی کی سزا کا مطالبہ کرنے والوں نے ڈرون حملوں کے نتیجہ میں ہونے والی اندھا دھند ہلاکتوں پر اپنے ہونٹ بالکل سی رکھے ہیں۔

ہمارے کچھ دانشوروں کو ڈرون حملوں پر محض اتنا ہی اعتراض ہے کہ یہ پاکستان کی سالمیت و خود مختاری پر براہِ راست حملے کے مترادف ہیں۔ اس اعتراض کو رفع کرنے کے لئے اب ہمارے صدر صاحب نے امریکہ سے فرمائش کی ہے کہ ہمیں ڈرون طیارے فراہم کئے جائیں، ہم دہشت گردوں کے خلاف خود کارروائی کریں گے۔ موجودہ نام نہاد جمہوری حکومت بھی دہشتگردی کے خلاف جاری بے ننگ و نام امریکی جنگ کو مکمل طور پر own کر چکی ہے۔ اس پر نظرِ ثانی کے لئے وہ کسی طور پر آمادہ نہیں حتیٰ کہ اُس نے اکتوبر 2008ء میں پاس کی گئی پارلیمنٹ کی اس قرارداد کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے جس میں عسکریت پسندوں سے مذاکرات اور قبائلی علاقوں سے فوج کی بتدریج واپسی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

سوات میں امن معاہدے اور معزول عدلیہ کی بحالی سے یہ اُمیدیں بندھی تھی کہ شاید اب ملکی حالات معمول پر

آجائیں اور پر تشدد واقعات میں خاطر خواہ کمی آجائے، مگر چند ہی دنوں میں دہشت گردی کے پے در پے واقعات، سوات میں لڑکی کو کوڑے مارنے کی جعلی فلم کے منظر عام پر آنے، اس پر کھڑے ہونے والے ہنگامے، اس کی آڑ میں حدود اللہ کی توہین کی کھلی جسارتوں اور سوات امن معاہدہ کو ناکام بنانے کی کوششوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دشمن ہمیں ہر حال میں خاک وخون میں غلطاں دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔

غیر جانبدار و اصول پسند دانشوروں کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ پاکستان میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات میں ہمارے دشمن ممالک کی خفیہ ایجنسیاں ملوث ہیں جبکہ پوری دنیا میں امریکا، اسرائیل، بھارت اور اہل مغرب کے خلاف جاری خودکش حملے اور دیگر پر تشدد واقعات ان قوتوں کے افغانستان، عراق، کشمیر اور فلسطین وغیرہ میں جاری ظالمانہ کاروائیوں وقبضوں کا ردعمل ہیں۔ اصولی طور پر ہونا تو یہ چاہیے کہ مرض کو جڑ سے پکڑا جائے یعنی مسلسل جاری اُس ظالمانہ عمل کو روک دیا جائے جس کا یہ ردعمل ہے۔ مگر کوتاہ نظر، مصلحت بین اور مفاد پرست امریکی، یورپی، بھارتی اور مسلمان قیادتیں اس مظلومانہ ردعمل پر اپنے مزید ظالمانہ ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اسے مزید ایندھن فراہم کر رہی ہیں جس کا نتیجہ جنگ وجدل کی اس الاؤ کے بلند سے بلند تر ہونے کی صورت میں نکل رہا ہے۔ اس آگ کو صرف امن ومحبت کے پانی سے ہی سرد کیا جاسکتا ہے۔ امن ومحبت کا یہ پانی صرف عدل وانصاف کے شیریں وصافی کنوئیں سے ہی فراہم ہوتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے کہ تیسری دنیا کے غریبوں کا خون چوسنے والے ساہوکاروں کو محض تیل وگیس کے کنوؤں سے سیال سونا کشید کرنے سے ہی غرض ہے۔ اپنی اسلحہ ساز فیکٹریوں کو چالو رکھنے کے لئے دنیا میں کہیں نہ کہیں جنگ کے شعلے بھڑکاتے رہنا ہی اُن کے بہترین مفاد میں ہے۔

الحمدللہ، ہم مسلمانوں کے پاس ذات باری تعالیٰ کا عطا کردہ ایک مکمل نظام عدل وقسط موجود ہے۔ ہم نہ صرف اس نظام کو پوری دنیا میں نافذ کرنے کے علمبردار ہیں بلکہ یہ ہماری دینی ذمہ داری بھی ہیں۔ اللہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام "العدل" بھی ہے گویا ذات باری تعالیٰ بذات خود سراپا عدل ہے۔ کائنات کا سارا نظام توازن اور عدل پر ہی مبنی ہے۔ اس کرہ ارضی پر حضرت انسان کو خلافت عطا کرنے کا مقصد بھی انسانوں کے مابین ایک مثالی نظام عدل وقسط کا قیام ہی ہے۔ لبرل وسیکولر ذہنیت رکھنے والوں کو بھی یہ حقیقت خوب سمجھ لینی چاہیے کہ عدل وانصاف کے تمام سرچشمے محدود انسانی اذہان سے نہیں بلکہ اللہ کے عطا کردہ نظام حیات سے ہی پھوٹتے ہیں۔ آج مسلمان ان بابرکت سرچشموں سے نہ صرف خود محروم ہیں بلکہ اُن کے موجودہ کرتوت پوری دنیا کو بھی عدل وانصاف کے ان سرچشموں سے فیض یاب ہونے سے روکے ہوئے ہیں۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں آزاد عدلیہ کے لئے ایک بھرپور تحریک کامیابی کے ساتھ چلائی گئی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ تحریک اب اسلام کے نظام عدل وقسط کی تحریک میں تبدیل ہو کر سارے عالم میں عدل وانصاف کے قیام کا نقطۂ آغاز ثابت ہو۔ آمین یا رب العالمین

حالات کے جبر سے مجبور ہو کر ہمارے صدر صاحب نے عدلیہ کی بحالی کو قبول تو کر لیا ہے مگر اب وہ پاکستانی قوم کے مسائل پارلیمنٹ کی بجائے عدلیہ سے حل کروانے کے خود ہی مشورے دے رہے ہیں۔ اگرچہ اُن کے اس مشورے میں بحال ہونے والی عدلیہ اور اس کی خاطر جدوجہد کرنے والوں پر طنز کا تیر برسایا گیا ہے تاہم ڈرون حملوں کے سنگین مسئلہ کو عدالت عظمیٰ میں پیش کیا جانا اب ناگزیر دکھائی دیتا ہے۔ اگر ریاست اپنے شہریوں کے جان ومال کی حفاظت کے لئے مناسب اقدامات نہیں کرتی تو وہ اپنے فرائض میں شدید کوتاہی کی مرتکب ہے جس کے لئے عدالت عظمیٰ اُس سے جواب دہی کی یقیناً مجاز ہے۔ اگر اس اہم ترین قومی مسئلہ کو عدالتی دائرہ اختیار سے باہر قرار دے کر راہ فرار اختیار کرنے کی حکومتی یا عدالتی کوشش سامنے آئے تو اس کے لئے بھی ایک اور لانگ مارچ کی اشد ضرورت ہوگی کہ ڈرون حملوں کا مسئلہ پاکستانی قوم کی بقاو خودمختاری کا مسئلہ ہے۔

آزاد عدلیہ کے لئے جدوجہد کرنے اور قربانیوں دینے والوں کو اب ان ڈرون حملوں سے ڈرنے اور قوم کو ڈرانے والوں کے خلاف بھی کمر ہمت کسنی ہوگی۔ قوم کی نظریں اب اُن کی طرف ہی اُٹھ رہی ہیں اور وہی اب اُن کی امیدوں وخواہشات کے مرکز ومحور بن چکے ہیں۔

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر خاندان کی بیٹی، شرعی حجاب کی پابند، رفیقہ تنظیم اسلامی، عمر 34 سال، تعلیم ایم ایس سی اور دو سالہ قرآن فہمی کورس کیا ہے، کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0343-2743594

☆ لاہور میں رہائش پذیر کھوکھر فیملی کی اچھی صوم وصلوٰۃ کی پابند باپردہ بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم بی اے، کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0323-4278608

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ قرآن اکیڈمی، 25 آفیسرز کالونی، بوسن روڈ، ملتان میں

19 اپریل بروز اتوار نماز عصر تا 25 اپریل 09ء بروز ہفتہ نماز ظہر

مبتدی تربیت گاہ

اور 24 اپریل بروز جمعہ نماز عصر تا 26 اپریل 09ء بروز اتوار نماز ظہر

نقباء وامراء تربیت گاہ

کا آغاز ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء، نقباء اور امراء ان میں شامل ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔

برائے رابطہ: ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی: 0321-6313031

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت رابطہ: 042-6316638-6366638 0333-4311226

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اوریا مقبول جان

ایسا تو کوئی بددیانت، بدکردار، ظالم اور جابر تھانیدار بھی نہیں کرتا کہ اس کے سامنے ایک تصویر، فلم یا موبائل میں موجود کوئی مبہم سی ویڈیو رکھی جائے کہ اس میں کیا جانے والا جرم فلاں قصبے، گاؤں، علاقے یا فلاں فرد نے کیا ہے اور وہ قلم کاغذ اٹھائے، رپورٹ بنائے، ایف آئی آر کاٹے اور پھر نفری لے کر اس طرف چڑھ دوڑے۔ ساری تفصیلات کسی کرائم رپورٹر کو بتائے اور پھر پورے علاقے میں اس کا چرچا کر دے۔ پاکستان کے گئے گزرے پولیس کے نظام میں بھی یہ جرأت کسی پولیس والے میں موجود نہیں۔ وہ جھوٹے کیس بنائے گا، جھوٹی ایف آئی آر کاٹے گا، بے گناہوں کو ملوث کرے گا لیکن جہاں کسی قسم کا لالچ نہ ہو، دشمنی نہ ہو، حکومت کی جانب سے غلط ہدایات نہ ہوں، وہاں وہ معاملے کی تہہ تک ضرور پہنچے گا۔

میں نے گزشتہ 25 سال کی نوکری میں 10 سال ایسے گزارے ہیں جب میں جرم وسزا کی دنیا میں نبرد آزما تھا۔ زندگی کے 19 سال ٹیلی ویژن کا ڈرامہ لکھتے، اسے ریکارڈ کرواتے، ایڈیٹنگ ٹیبل پر بیٹھتے گزرے ہیں اور کسی بھی ویڈیو یا فلم کے ایک ایک فریم کا تجزیہ کرنے کا ہنر جانتا ہوں۔ 9 سال کالم لکھتے اور صحافی برادری کی ہم رکابی میں گزرے لیکن اس سارے عرصے میں گزشتہ تین دن میں جس اخلاقی کرب اور اذیت سے گزرا ہوں ایسا میری پوری زندگی میں نہیں ہوا۔ میں نے اس بچی کو کوڑے مارنے والی فلم بار بار دیکھی اور ایک ایک فریم کر کے دیکھی جیسے ایڈیٹنگ ٹیبل پر دیکھی جاتی ہے۔ یہ فلم جس شخص نے بنائی ہے اس نے اپنی خباثت کو کمال مہارت سے استعمال کیا ہے۔ پوری فلم میں کیمرہ ایسی جگہ رکھا گیا ہے کہ کیمرے والے نے کمال ہوشیاری سے تماشا دیکھنے والوں کے صرف پاؤں دکھائے ہیں یا تھوڑی بہت شلواریں، کیمرہ خواہ موبائل کا ہو اس کو زوم (Zoom) کر کے یا پھر اس کا زاویہ بدل کر ہجوم کو لایا جا سکتا تھا لیکن مقصد یہ تھا کہ کل کو کوئی اگر ان لوگوں کو گواہی کے طور پر بلائے یا تفتیش کرے تو اصل حقیقت سامنے نہ آ جائے۔ اب آئیں اس سارے ڈرامے کے مرکزی کرداروں کی جانب، ان کا لباس، وضع قطع، چہرے پر لگائی گئی یا پھر اصلی بڑی بڑی داڑھی اور پھر چادریں یہ سب ان کے چہرے چھپانے کے لئے کافی تھے لیکن پھر بھی کیمرے کو کلوز اپ میں لے جا کر ان کا چہرہ نہیں دکھایا گیا بلکہ کیمرہ تھوڑا آؤٹ آف فوکس (Out of focus) رکھا گیا تا کہ شناخت نہ ہو سکے۔ اس کے باوجود بھی وہ تینوں اس قدر گھبرائے ہوئے تھے کہ کیمرے کے سامنے منہ نہیں کرتے تھے، جیسے انہیں معلوم ہو کہ یہ فلم بن رہی ہے اور وہ کہیں پہچانے جائیں گے۔

اب آتے ہیں آواز کی طرف جو صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں ڈب (Dub) کی گئی ہے، ہجوم کا کوئی شور نہیں۔ کئی دفعہ کوڑا ہوا میں ہوتا ہے اور چیخ پہلے بلند ہو جاتی ہے۔ لیکن سب سے بڑا مضحکہ خیز کمال یہ ہے کہ غلطی سے فلم مکمل طور پر ایڈیٹ (Edit) ہونے سے رہ گئی ہے۔ کوڑے پڑنے کے بعد یوں لگتا ہے ڈائریکٹر نے کہا ”کٹ“ اور زمین پر لیٹی ایکٹریس فوراً اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے نزدیک تو یہ سین فلم میں سے ایڈیٹ ہو جانا تھا ورنہ وہ اتنے سارے کوڑے کھا کر وہیں پڑی کراہتی رہتی۔ لیکن جیسے فلموں کے سین میں روتی ہوئی ہیروئن کٹ کی آواز آنے پر فوراً ہنسنے لگتی ہے ویسے ہی اس لڑکی نے کیا۔

سید محمد جاوید سول سروسز اکیڈمی میں میرا ساتھی رہا ہے۔ ہم نے ایک ساتھ سول سروس کا امتحان پاس کیا۔ وہ کمشنر مالاکنڈ ہے۔ وہ ان افسران میں سے ہے جن کی دیانت کی قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔ اس نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا یہ واقعہ سوات میں نہیں ہوا اور دلیل بھی کمال ہے کہ جو زبان یہ تینوں ایکٹر بول رہے تھے، وہ سوات کے لوگ نہیں بولتے۔ لیکن اسے کیا خبر کہ جب ڈبنگ کرنے والے علاقے سے واقف ہی نہ ہوں تو ایسے ہی ہوتا ہے۔

لیکن میرے کرب اور میری پریشانی کا اس تجزیے سے ازالہ نہیں ہوتا۔ مجھے اس میڈیا پر شرمندگی ہو رہی ہے جس کا میں حصہ ہوں۔ ان سارے چینلوں میں کتنے لوگ ہوں گے جو رپورٹر کی تنخواہ لیتے ہوں گے۔ جن کا کام حقائق تک پہنچنا اور چھان پھٹک کر لوگوں کو دکھانا ہے، ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو اس ویڈیو کو چلانے سے پہلے تحقیق کر لیتا، نام پتہ اور مقام معلوم کر لیتا۔ ویڈیو چلتی رہی لیکن اس کے ساتھ میرے ملک کے اس میڈیا پر اس ڈرامے کو بنیاد پر اللہ کے نازل کردہ قرآن کا تمسخر اڑایا جاتا رہا۔ گز گز کی زبانیں اسے فرسودہ، جاہلانہ، ظالمانہ اور دقیانوسی نظام قرار دیتی رہیں۔ اس سارے ڈرامے میں اگر کوئی مظلوم تھا تو وہ قرآن تھا جس نے حدود نافذ کیں، وہ رسول ﷺ تھا جس کے زمانے میں لوگ اخلاق اور آخرت کی جوابدہی کے خوف سے اتنا ڈرتے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے آ کر اقرار کرتے کہ ہم سے یہ جرم سرزد ہو گیا ہے۔ ہم پر حد نافذ کیجیے، ہم آخرت کا عذاب سہنے اور برداشت کرنے کے قابل نہیں۔ ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ ایک عورت تو حاملہ تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، جاؤ پہلے بچہ پیدا کرو، اسے دودھ پلاؤ اور پھر دودھ چھڑوانے کے بعد آنا۔ اسے آخرت کے عذاب کا اتنا خوف تھا کہ پھر آئی اور اس پر حد نافذ ہوئی۔ کوڑے نہیں بلکہ سنگساری۔ اس پورے معاشرے میں کسی نے اسے فرسودہ، ظالمانہ، جاہلانہ اور دقیانوسی نہیں کہا۔ لیکن قربان جاؤں ہمارے میڈیا پر کہ ایک ڈرامائی تشکیل کردہ ویڈیو چلائی گئی اور پھر چوبیس گھنٹے تک میرے اللہ، اس کے اتارے قرآن اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کا مضحکہ اڑایا گیا۔ یہاں تک کہ پھر ان کا موضوع اس وقت بدلا جب لوگ اسلام آباد اور چکوال میں اپنے ہی بھائیوں کا گلا کاٹنے لگے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر اور کوئی عذاب نازل نہیں ہو گا سوائے اس کے کہ تم فتنوں میں پڑ کے ایک دوسرے کے گلے کاٹتے پھرو۔ یہ عذاب ہم پر برسوں سے مسلط ہے۔ ہمارے علماء، ہمارے فقہا، ہمارے جوان اور بوڑھے سب اس کا شکار ہیں اور میرے رسول ﷺ نے کیا بشارت دی ان لوگوں کے لئے۔ آپؐ نے فرمایا جب دو مسلمان تلواریں لے کر بھڑیں تو مارنے والا اور جو مارا جائے دونوں جہنمی ہیں۔ احنف بن قیسؓ نے پوچھا، مقتول کیوں جہنم میں جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: ”وہ بھی تو اپنے ساتھی کے قتل (باقی صفحہ 17 پر)

انجمن خدام القرآن سرحد کا ماہانہ درس قرآن

انجمن خدام القرآن سرحد نے حال ہی میں عوام الناس کو قرآن مجید کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ماہانہ بنیاد پر پشاور کے مختلف مقامات پر دروس قرآن منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ تنظیم اسلامی تیمرگرہ کے مرکز میں تنظیم اسلامی کے مبتدی رفقاء کے لئے منعقدہ تربیت گاہ کے سلسلے میں امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب بھی تیمرگرہ تشریف لائے تھے۔ انجمن خدام القرآن سرحد کے ذمہ داران نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ان سے مجوزہ درس قرآن کی درخواست کی۔ امیر محترم نے مہربانی فرماتے ہوئے اس درخواست کو قبول کر لیا۔ چنانچہ انجمن خدام القرآن سرحد کی مجلس منتظمہ نے فوری طور پر ایک میٹنگ بلا کر امیر محترم کے اس درس کے لئے مقام کا تعین کیا اور اس طرح 5/اپریل بروز اتوار نماز مغرب کے فوراً بعد اللہ کے مہربانی سے اس کا انعقاد ہو گیا۔ یونیورسٹی ٹاون پشاور کی گول مسجد میں نماز مغرب سے پہلے ہی تنظیم کے رفقاء اور اراکین انجمن خدام القرآن کی خاصی تعداد مسجد پہنچ چکی تھی۔ مغرب کی نماز امیر محترم نے پڑھائی اور نماز کے فوراً بعد وارث خان نے امیر محترم کو درس کی دعوت دی۔ اگرچہ بارش بھی شروع ہو گئی تھی، مگر حاضرین کی خاصی تعداد مسجد پہنچ چکی تھی۔ امیر محترم نے سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کو درس قرآن کا موضوع بنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ قرآن کتاب ہدایت ہے، ھدی للناس ہے۔ یہ کسی خاص وقت، قوم یا کسی خاص علاقے کے لئے نہیں بلکہ اپنے نزول کے زمانے سے تا قیام قیامت تمام نوع انسانی کے لئے مشعل راہ ہے۔ یہ جس طرح عہد رسالت کے لوگوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنا تھا، ویسے ہی آج ہمارے لئے بھی نشان راہ ہے۔ امیر محترم نے فرمایا جنت یقیناً ایمان والوں کے لئے ہے، مگر اس کا مصداق بننے کے کچھ عملی تقاضے ہیں جن کا پورا کیا جانا ضروری ہے۔ ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا دنیا میں بھی سربلندی کا وعدہ ہے ﴿ ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ﴾ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والے چند سو افراد پورے عرب سے ٹکرا گئے اور چند سالوں کے اندر اندر جزیرۃ العرب کی حد تک اسلام کو بطور دین غالب و قائم کر کے دکھا دیا اور مزید پندرہ بیس سال کے عرصہ میں اس وقت کی دو سپر پاورز کو مغلوب کر کے دنیا کے بہت بڑے رقبے کو اسلام کے زیر نگین لے آئے اور اس طرح اللہ کا وعدہ ﴿ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ﴾ پورا ہو گیا۔

اللہ کا یہ وعدہ ہر دور کے مسلمانوں کے لئے ہے۔ آج دنیا کی آبادی چھ ارب ہے۔ اس میں ڈیڑھ ارب لوگ مسلمان ہیں، مگر انہیں کامیابی نہیں مل رہی اور وہ پوری دنیا میں ذلیل ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ایمان کے معیار پر توجہ نہیں کی۔ معیار ایمانی ﴿ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ﴾ تھا مگر ہم مسلمان اس معیار سے بہت نیچے ہیں۔ اگر ہم ہر سطح پر یہ معیار اپناتے تو مسلمانوں کو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ اللہ کو رب مان کر زندگی اپنی مرضی سے گزارنا، اس کو رب ماننے کے منافی ہے۔ اسی طرح رسول ﷺ پر ایمان کا دعویٰ ہو اور اطاعت کسی اور کی کی جائے، یہ بات بھی ایمان بالرسالت کے منافی ہے۔ اس تمہید کے بعد امیر محترم نے کہا کہ ان تین آیات میں ایمان والوں کے لئے تین پیغام ہیں۔ پہلا پیغام یہ ہے کہ "اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس طرح کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر فرمانبرداری کی حالت میں"۔ یہ تاکید کی انتہا ہے۔ ٹارگٹ تو یہی ہے۔ صحابہ کرام یہ حکم سن کر لرز گئے تھے۔ تب ان کی تسلی کے لئے اللہ نے سورۃ التغابن میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ فاتقوا اللہ ما استطعتم ﴾ "جہاں تک تمہارا بس چلے اللہ کا تقویٰ اختیار کرو" یعنی حرام چیزوں سے بچو، اللہ کی نافرمانی سے بچو، پوری زندگی فرمانبرداری کے ساتھ گزارو اور اس احساس کے ساتھ گزارو کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ نہ معلوم کب موت آ جائے۔ ہر لمحے گناہ سے بچنے کی کوشش کرو۔

دوسرا پیغام یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت کرو۔ اللہ کی رسی قرآن ہے۔ اب قیامت تک محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا دور ہے۔ کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ پوری دنیا تک اللہ کا پیغام پہنچانا اب امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔ امت کو ایک وحدت بنانے والی چیز قرآن ہے۔

تیسرا پیغام یہ ہے کہ ﴿ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ﴾ اگر بقیہ امت سو گئی ہے، اپنی ذمہ داری سے غافل ہو گئی ہے تو چاہیے کہ اس امت کے اندر سے ایک جماعت وجود میں آئے۔ یہ لوگ پہلے اپنی جانوں پر اسلام نافذ کریں اور پھر دوسروں کو برائیوں سے پاک کرنے کے لئے حق کی دعوت دیں اور پھر نہی عن المنکر کے فرض کی ادائیگی کے لئے ڈٹ کر کھڑے ہو جائیں کہ ہم اللہ کی حدود توڑنے نہیں دیں گے اور اس مقصد کے حصول کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دیں۔ کامیابی اور فلاح کی ضمانت صرف ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ درس قرآن کے اختتام پر وارث خان نے انجمن خدام القرآن سرحد کا تعارف کرایا۔ بعد ازاں باجماعت نماز عشاء ادا کی گئی اور اس کے ساتھ ہی یہ پروگرام بحسن و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: غلام مقصود)

تنظیم اسلامی لطیف آباد کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام

تنظیم اسلامی لطیف آباد حلقہ سندھ زیریں کے زیر انتظام تنظیم کے مرکز میں فہم دین پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب ہوا، جس میں رفقاء و احباب کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ فہم دین پروگرام منعقد کرنے کا مقصد ہر خاص و عام میں انفرادی و اجتماعی دینی ذمہ داریوں کا شعور اجاگر کرنا تھا۔ ناظم تربیت حلقہ سندھ زیریں محمد دین میو نے سامعین پر دین و مذہب کا فرق واضح کیا، اور بتایا کہ عبادت محض نماز روزہ کا نام نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں عبادت زندگی کے ہر ہر گوشہ میں ہمہ تن، ہمہ وقت اور ہمہ وجوہ اللہ کے احکامات کی بجا آوری کا نام ہے۔ اسلام بحیثیت دین ایک مکمل نظام حیات ہے، جس سے ہمیں تمام شعبہ ہائے زندگی کے بارے میں راہنمائی ملتی ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی ذات پر، اپنے معاشرے میں، غرض زندگی کے ہر انفرادی و اجتماعی گوشے میں اللہ کا دین (نظام عدل) قائم کریں۔ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔ درس کے بعد محمد دین میو سے شرکاء نے کئی سوالات کئے جن کے انہوں نے جوابات دیے۔ نماز عشاء باجماعت ادا کرنے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: علی اصغر عباسی)

لانڈھی کراچی میں تعارفی کیمپ

23 مارچ 2009ء کو تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام لانڈھی کے علاقہ 36-B میں ایک تعارفی کیمپ لگایا گیا۔ اس حوالے سے تنظیم اسلامی لانڈھی کے رفقاء نے خصوصی محنت کی۔ پروگرام سے تین روز قبل دعوتی بینرز آویزاں کیے گئے۔ علاقہ میں دعوتی کام کے لیے دس زون بنائے گئے۔ ہر زون کے لیے ایک رہبر کا تعین کیا گیا۔ حلقہ کے 125 رفقاء دوپہر 3 بجے کیمپ میں پہنچ گئے۔ صدر انجمن خدام القرآن سندھ جناب اعجاز لطیف نے دعوت کی اہمیت، فضیلت پر روشنی ڈالی اور گشت کے آداب کی یاددہانی کرائی۔ نماز عصر سے پہلے رفقاء نے علاقہ میں گھر گھر جا کر دعوت دی۔ ہر زون میں رہبر سمیت 10 رفقاء نے دعوتی کام کیا۔ پروگرام کے 3000 ہینڈ بلز، دعوتی بروشرز، اور میثاق اور ندائے خلافت کے سابقہ شمارے تقسیم کیے گئے۔ معروف مقامات پر کارنر میٹنگز کی گئیں۔ نماز عصر کے بعد باقاعدہ پروگرام کا آغاز ہوا۔ امیر حلقہ جناب نوید احمد نے سورۃ الانبیاء آیت 107 کی روشنی میں "رحمت اللعالمین ﷺ کی سب سے بڑی رحمت" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے ایک عادلانہ نظام کے قیام کو رحمت اللعالمین ﷺ کی سب سے بڑی رحمت قرار دیا، اس نظام کی برکات بتائیں، اس کے قیام کے لیے منہج نبوی ﷺ کو واضح کیا اور موجودہ حالات میں اس رحمت کے نفاذ کے لیے تنظیم اسلامی کی جدوجہد پر روشنی ڈالی۔ حاضرین نے پوری توجہ کے ساتھ اس خطاب کو سنا۔ کئی احباب نے تنظیم اسلامی لانڈھی کے مرکز کا تفصیلی پتہ نوٹ کیا، تا کہ رابطہ کر کے تنظیم سے متعلق مزید

معلومات حاصل کی جاسکیں۔ رفقاء جس جوش وخروش کے ساتھ اس کیمپ میں شریک ہوئے، وہ لائق تحسین تھا۔ نوید صاحب کے خطاب کے دوران جلسہ گاہ کے اطراف میں چند شرپسندوں نے ہوائی فائرنگ کے ذریعہ خوف وہراس پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن رفقاء واحباب سکون سے خطاب سنتے رہے اور انہوں نے اعلیٰ اخلاقی رویہ اور مومنانہ جرأت کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ تمام منتظمین وشرکاء کی محنت وتعاون کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اقامت دین کی جدوجہد خلوص اور استقامت کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: محمد فہیم)

تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں حیدرآباد کی دعوتی سرگرمیاں

23 مارچ 2009ء کو بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی حیدرآباد آمد، گلشن سحر قاسم آباد حیدرآباد میں زیر تعمیر قرآن اکیڈمی کا معائنہ، اور مصطفی گراونڈ لطیف آباد یونٹ نمبر-8 میں سیرت النبی ﷺ اور نظام عدل" کے موضوع پر جلسہ عام کا پروگرام ہوا۔ قبل ازیں پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے زوروشور سے تیاریاں کی گئیں۔ تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے امیر شفیع محمد لاکھو نے تمام رفقاء حلقہ کے خصوصی اجلاس اس سلسلہ میں طلب کیے اور ان کی مشاورت سے اس ضمن میں کی جانے والی تیاریوں کے سلسلہ میں انہیں ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ مصطفی گراونڈ لطیف آباد میں ڈاکٹر صاحب کے خطاب کے لیے ضلعی انتظامیہ اور پولیس سے تحریری اجازت حاصل کی گئی۔ بینرز بنوائے گئے، جنہیں شہر کے موزوں مقامات پر نمایاں طور سے آویزاں کیا گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں ہینڈ بلز چھپوا کر تقسیم کیے گئے۔ کیبل پر ڈاکٹر صاحب کی آمد کے سلسلہ میں تشہیری سلائیڈ چلوائی گئی، تمام اہم اخبارات اور T.V Channels کو پریس ریلیز جاری کی گئی، جنہوں نے اسے اپنے میڈیا پر جگہ دی۔ جب جلسہ کی تشہیر سمیت تمام انتظامات کو حتمی شکل دے دی گئی تو جلسہ کے انعقاد سے قبل آخری ورکنگ ڈے کے اختتامی وقت اس جلسہ کو ضلعی انتظامیہ کی جانب سے حفاظتی تحفظات کی وجہ بتا کر منسوخ کردیا گیا۔ ضلعی انتظامیہ کا یہ اقدام رفقاء تنظیم اسلامی اور اہالیان حیدرآباد کی ایک کثیر تعداد کے لیے باعث حیرت اور مایوس کن تھا۔ امیر حلقہ شفیع محمد لاکھو نے 21 مارچ 2009ء کو بعد نماز مغرب تمام رفقاء حلقہ کا اجلاس طلب کر کے انہیں ضلعی انتظامیہ کی جانب سے کیے جانے والے غیر منصفانہ فیصلہ سے مطلع کیا۔ اس موقع پر اجلاس سے نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان محترم نسیم الدین نے ٹیلی فونک خطاب کیا۔ رفقاء کو صبر اور برداشت کی تلقین کی۔ ڈاکٹر صاحب کی آمد کے سلسلہ میں رفقاء کی جانب سے کی جانے والی کوششوں کو سراہا۔ آخر میں انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمد کے مجوزہ دورہ حیدرآباد کے التواء کا اعلان کیا۔

امیر حلقہ شفیع محمد لاکھو نے 15 مارچ 2009ء کو گوٹھ لاشاری کا دورہ کیا۔ یہ علاقہ حیدرآباد شہر سے تقریباً 75 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہاں پر نکاح کی ایک پُر وقار تقریب سے انہوں نے خطاب کیا۔ خطاب میں انہوں نے ملٹی میڈیا کے ذریعہ رجوع الی القرآن اور عمل بالقرآن کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک بندۂ مومن کا اصل نصب العین رضائے الٰہی کا حصول اور اُخروی کامیابی ہے۔ اس ہدف کے حصول کے لیے قرآن حکیم سے ہمیں مکمل رہنمائی حاصل ہوتی ہے، اور اُن دینی فرائض کی ادائیگی کی فکر پیدا ہوتی ہے جنہیں ہم بحیثیت قوم اور اُمت فراموش کیے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں راہ ہدایت پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: علی اصغر عباسی)

تنظیم اسلامی ملتان شہر کی شب بیداری

تنظیم اسلامی ملتان شہر کی ماہانہ شب بیداری کا آغاز بعد نماز مغرب "نظام عدل اجتماعی کے قیام" کے موضوع پر گفتگو سے ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر جناب ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی نے کہا کہ پاکستان کی بقا اور استحکام اسلام سے ہی وابستہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ظلم وفساد کی ہر شکل کو مٹانا اور حق وانصاف کا بول بالا کرنا مسلمانوں کا اجتماعی نصب العین ہے، جس سے انہیں کسی طور پر بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ عدل کی دوسری بلند ترین سطح نظام عدل اجتماعی ہے۔ عدل پر مبنی سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام صرف اسلام فراہم کرسکتا ہے جو دین حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال اور قائداعظم نے اسلام پر جو زور دیا تھا وہ اس عدل اجتماعی کے حوالے سے تھا۔ اُن کے پیش نظر ایسی ریاست کا قیام تھا جو اسلام کے اصول حریت واخوت ومساوات کا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کرسکے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت سب سے اعلیٰ ترین کام نظام عدل اجتماعی کا قیام ہے۔ یہ پروگرام عشاء تک جاری رہا۔

بعد نماز عشاء جام عابد حسین نے "بندوں کے حقوق" کے حوالے سے درس حدیث دیا۔ انہوں نے کہا کہ بندوں کے بندوں پر پانچ حقوق ہیں۔ جب ایک دوسرے سے ملاقات کریں، سلام سے کریں، چھینک کا جواب دیں، بیمار کی عیادت کریں۔ مشورہ دیں تو صحیح دیں اور جو اپنے لئے پسند کریں وہ دوسروں کے لیے پسند کریں، مظلوم کی مدد کریں اور مسلمان کی دوسرے مسلمان پر جان ومال حرام ہیں۔

جناب مظہر نواز صدیقی نے سیرت صحابہؓ میں سے حضرت معاذ بن جبل کی سیرت بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپؓ وہ صحابی تھے جن کے بارے میں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں حلال اور حرام کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبلؓ ہیں۔ آپؓ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہتے تھے آپؓ ان چھ صحابہ کرامؓ میں شامل ہیں، جنہوں نے قرآن مجید کو جمع کیا۔ آخر میں ناظم قرآن اکیڈمی اور معتمد تنظیم اسلامی ملتان شہر جام عابد نے رفقاء پر زور دیا کہ تنظیم کا ہر ساتھی جب اس محفل سے اٹھے تو عمل کا جذبہ لے کر اٹھے۔ مسنون دعا پر یہ شب بیداری کا اختتام ہوا۔ رات دس بجے اجتماعی کھانا ہوا۔ بارش کے باعث ساتھی گھروں کو تاخیر سے روانہ ہوئے۔ اس پروگرام میں 45 رفقاء نے شرکت کی۔ یہ پروگرام قرآن اکیڈمی میں ہوا۔

(رپورٹ: ناصر انیس خان)

بقیہ: کالم آف دی ویک

کے درپے تھا۔ شہید کہو یا جاں بحق رسول اللہ ﷺ کی بشارت اور عذاب کی گواہی اپنی جگہ موجود ہے۔ یہ عذاب ایسے ہی نہیں اُترتے، اللہ ہم سے ایسے ہی ناراض نہیں ہوتا، ہم پر ادبار کی گھٹائیں یوں نہیں چھائی ہوئیں۔ جس قوم کے اخلاق کے دیوالیہ پن کا یہ عالم ہو کہ موبائل پر موجود ایک ویڈیو نشر کر کے اللہ کے قوانین کا تمسخر اڑانے لگے، وہ اللہ سے کسی رحمت کی طلب گار کیسے ہوسکتی ہے۔ لیکن اللہ، رسول، دین ومذہب تو ایک طرف، میرا دکھ عجیب ہے اور کربناک ہے۔ میں سوچتا ہوں جس ملک میں اخلاقی ذمہ داریوں کا جنازہ اس طرح نکل جائے تو وہاں کہیں ایک دن ایسا بھی آسکتا ہے کہ لوگوں کے موبائلوں میں موجود معصوم بے گناہ بچیوں کی تصویریں اور غلط قسم کی فلمیں انسانی حقوق کے نام پر چلائی جانے لگیں۔ کراچی کے رینبو سنٹر اور لاہور کے ہال روڈ پر چلنے والی سکینڈل والی فلموں کو تحقیقی مواد سمجھ کر چلایا جائے اور پھر اس پر پروگرام ہورہے ہوں، تبصرے اور جائزے نشر کیے جارہے ہوں، کوئی ان کے خلاف یوم سیاہ منا رہا ہو۔ اور کوئی اسے انسانیت کی تذلیل کہہ رہا ہو لیکن اس سب میں مظلوم وہ لڑکی یا لڑکا ہوگا جس کی ویڈیو نشر ہوگی، جو منہ چھپاتے پھریں گے، دعا کریں گے کہ انہیں زمین نگل لے یا آسمان اٹھا لے۔ (بشکریہ روزنامہ "ایکسپریس")

تنظیمی اطلاعات

امیر تنظیم اسلامی نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 2 اپریل 2009ء میں مشورہ، مقامی امراء حلقہ جات اور رفقاء کی آراء کو مدنظر رکھ کر مندرجہ ذیل تقرریاں فرمائیں:

☆ جناب خورشید انجم امیر مقامی تنظیم پشاور

☆ جناب پروفیسر سجاد منصور امیر مقامی تنظیم صادق آباد

☆ جناب جلال الدین اکبر امیر مقامی تنظیم کراچی وسطی

☆ جناب محمد فیصل منصوری امیر مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی کراچی

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہ

الخیر انٹرنیشنل

ٹریولز اینڈ ٹورز

خدمات

حج و عمرہ

- مناسب ترین پیکج
- کنفرم ٹکٹ
- اعلیٰ سہولیات

چیف ایگزیکٹو

حافظ طاہر اسلام عسکری

0300-4031698

47۔ایم۔ زیڈ فلور، سنچری ٹاور مین بلیوارڈ گلبرگ-III کلمہ چوک لاہور

فون: 042-5913949 E-mail: alkhairpk1@yahoo.com

MULTICAL-1000

Calcium+Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY

MULTICAL-1000

2 IN 1

CALCIUM

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

FOLIC ACID

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Calcium Supplement Guidelines

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

Source: Institute of Medicine, National Academy of Sciences 2002

Vitamin B12

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Sweetened WITH ASPARTAME

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

www.nabiqasim.com

your Health our Devotion